THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, December 12, 2017
(271st Session)
Volume XIV, No.02
(Nos. 01-08)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XIV SP. XIV(02)/2017
No.02 15

Table of Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Motion Under Rule 263, moved by Sheikh Aftab Ahmed, Minister for Parliamentary Affairs, regarding dispensation of Rules 2
3. Leave of Absence 4
4. Admissibility of Adj. Motion No.1(1-271/2017-M) moved by Senator Maulana Hafiz Hamdullah regarding various mental and physical issues being faced by the children in Pakistan 5
5. Admissibility of Adj. Motion No.2(2 and 5-271/2017-M) moved by Senator Saeedul Hassan MandokhailSenator Farhatullah Babar and Senator Sehar Kamran regarding sit-in at Faizabad 6
6. Presentation of report of the Standing Committee on Foreign Affairs by Senator Nuzhat Sadiqon the Issue of Anti Pakistan Banners display in London 8
7. Presentation of report of the Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination by Senator Sajjad Hussain Turi on the Prohibition of Smoking Bill, 2017 8
8. The Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto Medical University, Islamabad (Amendment) Bill, 2017 9
9. The National University of Technology Bill, 2017 9
10. Calling Attention Notice moved by Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi regarding artificial shortage of essential medicines across the country 10
    - Dr. Darshan, Minister of State for Inter Provincial Coordination 12
11. Condolence remarks by Mr. Chairman on martyrdom of Army personnel in North Waziristan 13
12. Discussion on the admitted adjournment motion moved by Senator Sherry Rehmanregarding Interim Award by London Court of International Arbitratiion 14
    - Senator Syed Shibli Faraz 14
    - Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi 15
    - Senator Muhammad Usman Khan Kakar 17
    - Senator Nauman Wazir Khattak 18
    - Senator Taj Haider 21
    - Senator Muhammad Javed Abbasi 23
    - Senator Sherry Rehman 26
    - Senator Sardar Muhammad Azam Khan Musakhel 29
    - Senator Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi 30
    - Senator Dr. Jehanzeb Jamaldini 32
    - Sardar Awais Ahmed Khan Leghari, Minister for Power 34
13. Observation of the Chairman with regard to the Constitution of a Joint Committee of the Parliament to keep oversight on the matters referred for arbitration 42

14. Point of Public Importance raised by Senator Kamil Ali Agha regarding a letter written by Senator Hafiz Hamdullah to Mr. Chairman for amendment in a Bill 43
15. Point of public importance raised by Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi regarding non-supply of Sui gas in Bhara Kahu, Rawalpindi and Islamabad 44
16. Point of public importance raised by Senator Muhammad Usman Khan Kakar regarding excessive load shedding of electricity in Balochistan and FATA 45
17. Point of Public Importance raised by Senator Shahi Syed regarding delay in passage of Delimitation Bill in the Senate 46
    - Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the House 47
18. Point of Public Importance raised by Senator Dr. Ashok Kumar Regarding Load shedding of Sui Gas in Mastung and Qalat 48
19. Point of Public Importance raised by Senator Dr. Jehanzeb Jamaldini Regarding Sui Gas Quota 48
20. Point of Public Importance raised by Senator Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi Regarding Load shedding of Sui Gas in Mastung and Qalat 50
21. Point of Public Importance raised by Senator Muhammad Mohsin Khan Leghari regarding price problems faced by sugarcane farmers in Pakistan ... 51
22. Point of Public Importance raised by Senator Saeedul Hassan Mandokhailregarding non-construction of CPEC roads in various districts of Balochistan and KPK 52
23. Point of Public Importance raised by Senator Karim Ahmed Khawaja regarding imposition of ban on 21 NGOs in Pakistan 53

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Tuesday, the December 12, 2017

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at three minutes past three in the evening with Mr. Chairman (Mian Raza Rabbani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ وَ قَالَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْہَ النَّھَارِ وَ اکْفُرُوْٓا اٰخِرَہٗ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ۔ وَ لَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَکُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْھُدٰی ھُدَی اللّٰہِ ۙ اَنْ یُّؤْتٰٓی اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْکُمْ عِنْدَ رَبِّکُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

ترجمہ: اے اہل کتاب تم سچ کو جھوٹ کے ساتھ خلط ملط کیوں کرتے ہو اور حق کو کیوں چھپاتے ہو اور تم جانتے بھی ہو۔ اور اہل کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے اس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور اس کے آخر میں انکار کر دیا کرو تاکہ وہ (اسلام سے) برگشتہ ہو جائیں۔ اور اپنے دین کے پیرو کے سوا کسی اور کے قائل نہ ہونا۔ (اے پیغمبر) کہہ دو کہ ہدایت تو اللہ ہی کی کتاب ہے (وہ یہ بھی کہتے ہیں) یہ بھی (نہ ماننا) کہ جو چیز تم کو ملی ہے ویسی کسی اور کو ملے گی یا وہ تمہیں اللہ کے روبرو قائل معقول کر سکیں گے۔ یہ بھی کہہ دو کہ بزرگی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے

چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ کشائش والا (اور) علم والا ہے۔ وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

(سورۃ آل عمران آیات ۷۱ تا ۷۴)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جی وزیر برائے پارلیمانی امور آج کوئی questions نہیں ہیں۔

Motion Under Rule 263, moved by Sheikh Aftab Ahmed, Minister for Parliamentary Affairs, regarding dispensation of Rules

Sheikh Aftab Ahmed (Minister for Parliamentary Affairs): I beg to move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 2102, that the requirement of Rule 41 of the said rules regarding question hour be dispensed with for today's sitting of the Senate.

جناب چیئرمین: وزیر صاحب صورت حال کیا ہے؟

شیخ آفتاب احمد: جناب والا! پرنٹنگ پریس آف پاکستان نے strike کی ہوئی ہے، آج میں نے ان کے ایم ڈی کو بلایا تھا اور میں نے ان سے پوچھا ہے کہ strike کیوں کی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں تقریباً ڈھائی ماہ سے تنخواہ نہیں ملی۔ ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ ہم نے سمری پرائم منسٹر آفس میں move کی ہوئی ہے تاکہ ہمیں اس کی اجازت دی جائے۔ جناب والا! جس طرح او گرا ہے، نیپرا ہے یہ خود مختار ادارے ہیں اور یہ اپنے source سے اپنی income generate کرتے ہیں اور تنخواہیں ادا کرتے ہیں۔ پرنٹنگ پریس آف پاکستان کا یہ procedure ہے کہ direct Government of Pakistan تنخواہ نہیں دیتی بلکہ یہ اپنے sources سے پیسے بناتے ہیں۔ آج انہوں نے مجھے بتایا کہ مشینری پرانی ہو چکی ہے اب ان کا بزنس بہت کم ہو گیا ہے اور وہ اپنے خرچے meet نہیں کر سکتے۔ دوسرا انہوں نے کہا کہ الیکشن کے دنوں میں ہمارے پاس زیادہ بزنس آتا ہے باقی ادارے بہت کم بزنس دیتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ latest مشینری خریدنے کے لیے پیسے ادا کر دیے گئے ہیں within a month or two جب ان کے پاس latest مشینری

آجائے گی تو اس وقت وہ اس پوزیشن میں ہو جائیں گے کہ وہ اپنے expenditure کو meetکر سکیں گے اور further business لے سکیں گے۔ میں نے اس ضمن میں immediately contact کیا فواد صاحب سے بات کرنے کے لیے وہاں پر energy کی میٹنگ چل رہی ہے تو میں نے message convey کیا ہے کہ اگر ان کی فائل آئی ہوئی ہے تو immediatelyان کو پیسے releaseکر دیے جائیں تاکہ ان کی تنخواہیں ادا ہو سکیں۔

جناب چیئرمین: نہیں ابھی فائل کہاں پر ہے؟ وزیراعظم صاحب کے پاس ہے؟

شیخ آفتاب احمد: According to the MD جو انہوں نے مجھے بتایا ہے۔ میں نے ان کو کہا ہے کہ آپ خود بھی جائیں اور میں بھی بات کرتا ہوں کہ کام بڑا sufferکر رہا ہے، ویسے ان کو میں نے یہ بھی کہا کہ اصولی طور پر آپ کا یہ کام تھا کہ آپ یہ باتیں تین مہینے، چار مہینے پہلے سے moveکرتے۔ آپ نے جب moveکیا ہے اگر یہ چیز Cabinetکے ذریعے جاتی تو زیادہ بہتر ہوتا یا میں اس کو Cabinet میں لے آتا، غلطی آپ کی بھی ہے آپ نے مجھے نہیں بتایا۔ بہر حال اب اس پر میں نے ان سے کہا کہ آپ Secretary Cabinet کے پاس چلے جائیں اور ان سے کہیں تاکہ فائل within a day or two نکل آئے اور strike ختم ہو جائے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں شیخ صاحب مسئلہ day or two کا نہیں ہے دو issuesاس میں involved ہیں۔ ایک تو issue یہ involved ہے کہ آج کل مہنگائی کا زمانہ ہے اور اس میں جو غریب لیبر ہے اور اس کو دو ڈھائی مہینوں سے تنخواہ نہیں ملی تو پھر وہ بیچارہ اپنا گھر کس طرح چلائے گا۔ آپ کو اور مجھے اگر ایک مہینہ تنخواہ نہ ملے تو ہمیں پرابلم ہو جاتی ہے تو what to speak of poor labour ڈھائی مہینے سے گورنمنٹ ادارہ یا autonomous body ہے، پرنٹنگ پریس آف پاکستان ہے اس کی لیبر کو ڈھائی مہینے سے تنخواہ نہ ملنی is something which is not acceptable. نمبر ۲ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے کل سے پارلیمنٹ مفلوج ہے۔ نیشنل اسمبلی میں کل question hour نہیں ہو سکا کیونکہ سوالات کے جوابات پرنٹ نہیں ہو سکے۔ آج سینیٹ میں question hour نہیں ہو سکا اور ابھی آپ کہہ رہے ہیں کہ

it will take another one or two days. I would like you to convey it through the Prime Minister that the summary should be disposed of today so that workers can go back

to work this evening and that tomorrow the printed replies are laid both in the National Assembly and in the Senate.

شیخ آفتاب احمد: ٹھیک ہے میں دوبارہ بات کر لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ یہ کریں

because this is not on. It has been moved under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of Rule 41 of the said rules regarding question hour be dispensed with for today's sitting of the Senate.

(The motion was carried)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: سینیٹر یعقوب خان ناصر نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 11, 12 دسمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر مختار احمد دھامرا نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 12 تا 15 دسمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: وزیر برائے بین الصوبائی رابطہ میاں ریاض حسین پیرزادہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہونے کی بنا پر آج مورخہ 12 دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

We now move on to Order No. 3. Order No.3 is adjournment motions. The first adjournment motion stands in the name of Senator Hafiz Hamdullah. Yes, Hafiz Sahib.

Admissibility of Adj. Motion No.1(1-271/2017-M) moved by Senator Maulana Hafiz Hamdullah regarding various mental and physical issues being faced by the children in Pakistan

سینیٹر مولانا حافظ حمد اللہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! میں تحریک التوا پیش کرتا ہوں کہ یہ امر زیر بحث لایا جائے کہ حالیہ مردم شماری کے مطابق پاکستان کی کل آبادی کی 35.5 فیصد 14 سال سے کم عمر بچوں پر مشتمل ہے جن کو منشیات، سوشل میڈیا، ڈپریشن، جنسی استحصال اور گداگری جیسے سنجیدہ طبیعی اور ذہنی مسائل کا سامنا ہے، مزید برآں نیشنل مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم جو وزارت تعلیم کا ذیلی ادارہ ہے کے مطابق 22.6 فیصد بچے سکولوں سے باہر ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ پہلے بات کر لیں۔

سینیٹر مولانا حافظ حمد اللہ: جناب چیئرمین! یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ حالیہ مردم شماری کے مطابق پاکستان کی کل آبادی 20 کروڑ 77 لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے۔ اس آبادی میں 14 سال سے کم عمر بچوں کی تعداد 35.4 فیصد ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک کے بچے چاہے غریب ہوں یا امیر ہوں، کو مختلف ذہنی اور جسمانی امراض، مسائل، بیماریوں اور مشکلات کا سامنا ہے۔ امرا اور خاص طور پر جو middle class کے بچے ہیں وہ اعلیٰ معیار زندگی کے حصول کے لیے شدید مسابقت کی وجہ سے مختلف مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ ان اہداف کے حصول میں یعنی اعلیٰ معیار زندگی کے حصول میں جب وہ ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر وہ پیسوں کی فراوانی کے باوجود منشیات کے عادی ہو جاتے ہیں یا پھر وہ خودکشی کرنے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں یا مختلف قسم کی ایسی حرکات کرتے ہیں جو معاشرے کے لیے اور ان بچوں کے لیے بھی جو اس ملک کا مستقبل ہیں، ریاست کے لیے اور قوم کے لیے ایک بری خبر ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اگر اس اہمیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے، اس پر تمام پارلیمان بات کرے کہ اس کا سدباب کیسے کیا جائے۔

جناب چیئرمین: حافظ صاحب! آپ نے بالکل درست نشان دہی کی ہے۔ یہ یقینی طور پر ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور اس پر کوئی نہ کوئی youth policy بننی چاہیے اور پارلیمان کو اس پر بحث بھی کرنی چاہیے لیکن میں آپ سے گزارش یہ کروں گا کہ یہ تحریک التوا نہیں بنے گی، آپ اگر اس پر 218 کا

motion دے دیں تو اس پر پھر سیر حاصل بحث بھی ہو جائے گی، جواب بھی آ جائے گا اور پھر دیکھ سکیں گے کہ کیا اس کو کسی کمیٹی کو بھیجنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

سینیٹر مولانا حافظ حمد اللہ: ٹھیک ہے۔ مہربانی۔

Mr. Chairman: Thank you. So, the adjournment motion stands disposed of, in terms that the honourable Member does not press the same and it has been suggested to him that an alternative instrument may be used in the form of a motion under Rule 218 of the Rules. We now move on to Adjournment Motion No.(ii) which stands in the name of Senator Farhatullah Babar, Senator Saeedul Hassan Mandokhail and Senator Sehar Kamran. Yes Mandokhail Sahib.

Admissibility of Adj. Motion No.2(2 and 5-271/2017-M) moved by Senator Saeedul Hassan Mandokhail, Senator Farhatullah Babar and Senator Sehar Kamran regarding sit-in at Faizabad

Senator Saeedul Hassan Mandokhail: Sir, separate notices given by Senators Farhatullah Babar, me and Sehar Kamran to discuss the situation arising out of the manner in which the recent sit-in at Faizabad was called off culminating into abject surrender of the rule of law and constitutionally established Government before a stick and gun wielding mob.

جناب چیئرمین: جی آپ پہلے بات کر لیں۔

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: جناب والا! یہ پچھلے مہینے کی بات ہے کہ یہاں پر یہ جو دھرنے دیے اس میں جو حالت ہمارے ملک کے Capital کی بنائی گئی، اس میں ہماری حکومت نے جتنا ہمیں اور اس ملک کو بدنام کیا، جتنی ہماری جگ ہنسائی پوری دنیا میں ہوئی، میرے خیال میں ہمارے تمام ساتھیوں نے اس چیز کو نوٹ کیا ہو گا، CNN, BCC وغیرہ کو اگر آپ دیکھتے تو انہوں نے وہ دکھایا کہ ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہمارے nukes ہیں۔ Newsweek نے تو یہاں تک دکھایا کہ عراق

سے زیادہ خطرناک پاکستان ہے اور اس معاملے کو ہم نے handle کس طرح کیا۔ Handle اس طرح کیا کہ حکومتی machinery بالکل بے بس تھی اور کوئی بھی منسٹر سوائے طلال چوہدری صاحب کے، ان کی statement آئی باقی کسی کی statement بھی نہیں آ رہی تھی۔ Interior Minister, Ahsan Iqbal Sahib کسی اور پر الزام ڈال رہے تھے، وہاں سے پھر بات عدالتوں میں آئی۔ یہ اگر ہماری حالت ہے تو اللہ نہ کرے کل کو دوسرے پروگرام بنا رہے ہوں گے کہ ہم بھی پانچ سو بندے اکٹھے کر کے پاکستان کو مفلوج کر سکتے ہیں۔ اس سے ہمارا پوری دنیا میں image خراب ہوا ہے اور موجودہ حکومت کا image تو بالکل تباہ ہوا ہے۔ اس پر مزید باقی ساتھی بات کریں گے میں اور کچھ نہیں کہوں گا۔ یہ ہمارے image and writ of the Government کے لیے جتنا بڑا challange ہے یہ تو کوئی بھی فرقہ، کل کو دو سو بندے لا کر lockdown کر سکتا ہے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Muhammad Talal Chaudry: Not opposed.

Mr. Chairman: It is not being opposed. Therefore, I find the adjournment motion to be in order because it is a fact that on the 27th of November, 2017 this issue was taken up in the House and 14 Senators did speak on it but there was no Ministerial response to the issue. The issue is of importance, deals with the writ of the State which had totally broken down. Therefore, I find the adjournment motion to be in order, despite the fact that a discussion has been held on this subject matter in the last session, to be fixed for a two hour debate at the end of a sitting on a date to be fixed by me during this current session. We now move on to Order No. 4. Order No. 4 stands in the name of Senator Maulana Hafiz Hamdullah. سینیٹر حافظ حمداللہ صاحب اس کا تعلق Foreign Ministry سے ہے۔ منسٹر صاحب OIC Summit کے لیے ترکی گئے ہیں جب وہ آ جاتے ہیں تو پھر اس کو لگا لیں گے۔

We now move on to Order No. 5. Order No. 5 stands in the name of Senator Nuzhat Sadiq, Chairperson, Standing Committee on Foreign Affairs.

Presentation of report of the Standing Committee on Foreign Affairs by Senator Nuzhat Sadiq on the Issue of Anti Pakistan Banners display in London

Senator Nuzhat Sadiq: Thank you Mr. Chairman, I Chairperson, Standing Committee on Foreign Affairs present report of the Committee on point of public importance raised by Senator Saud Majeed, regarding the display of anti-Pakistan "Free Balochistan" banners and slogans on the Taxis and Busses in London.

Mr. Chairman: The report stands laid. We now move on to Order No. 6. Order No. 6 stands in the name of Senator Sajjad Hussain Turi, Chairman, Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination.

Presentation of report of the Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination by Senator Sajjad Hussain Turi on the Prohibition of Smoking Bill, 2017

Senator Sajjad Hussain Turi: Thank you, Mr. Chairman, I Chairman, Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination present report of the Committee on the Bill further to amend the Prohibition of Smoking and Protection of Non-smokers Health Ordinance, 2002 [The Prohibition of Smoking and Protection of Non-smokers Health (Amendment) Bill, 2017] introduced by Senator Chaudhary Tanvir Khan on 21st August, 2017.

Mr. Chairman: The report stands laid. We now move on to Order No. 7. Order No. 7 stands in the name of Dr. Tariq Fazal Chaudhary, Minister of State for Capital Administration and Development Division.

The Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto Medical University, Islamabad (Amendment) Bill, 2017

Dr. Tariq Fazal Chaudhary (Minister of State for CADD): Thank you honourable Chairman, I beg to move that the Bill to amend the Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto Medical University, Islamabad, Act, 2013 [The Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto Medical University, Islamabad (Amendment) Bill, 2017], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: The Bill stands referred to the Standing Committee concerned. We now move on to Order No. 9. Order No. 9 stands in the name of Rana Tanveer Hussain, Minister for Science and Technology.

سینیٹر کلثوم پروین: آپ نے اس کو کمیٹی کو refer کیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی کمیٹی کو refer کیا ہے۔

سینیٹر کلثوم پروین: میں بات کرنا چاہ رہی تھی مگر اب آپ نے refer کر دیا ہے تو ٹھیک ہے۔

Mr. Chairman: Rana Tanveer Hussain Sahib.

The National University of Technology Bill, 2017

Rana Tanveer Hussain (Minister for Science and Technology): Sir, I move that the Bill to set up National University of Technology at Islamabad [The National University of Technology Bill, 2017], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: The Bill stands referred to the Standing Committee concerned. We now move on to

Order No. 11. Order No. 11 stands in the name of Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi.

اس کا جواب کون دے گا، ڈاکٹر درشن صاحب آپ جواب دیں گے، ٹھیک ہے۔

Calling Attention Notice moved by Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi regarding artificial shortage of essential medicines across the country

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you, Mr. Chairman, I wish to call attention of the honourable Minister for National Health Services and Regulations under Rule 64 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 2012, on a matter of extreme national importance, regarding the short supply of essential medicines for the last 6 months, in Islamabad specially and across the country at large.

There is an artificial shortage of essential medicines and drugs in medical shops in the main cities of the country for the last six months. These medicines are used to cure thyroid disorders, heart diseases, flu and cold, allergies, indigestion, malaria, asthma and blood pressure. The medicines in short supply include Angised, Nicril 20mg, Thyroxin, Nilstat drops....

Mr. Chairman: Can you hold on we are having a little party just behind you. Once the party is over then I will give you the floor. Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi Sahib please continue.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you sir, Arinac Forte, Mucane syrup, Cremafin syrup, Migiril, Tandigl, Qalsan-D, C-Cone, Cac1000, Calcitampam-T, Chewcall, Revitale Multi, Oculuvit extra, Actified-P tablets and syrup, Ativan, AZM tablets, Nivaquine-T, Ternaline 2mg Cream, Primolet-N, Dermazin

Cream and Tronolen cream. These are the main items which have been highlighted in all the newspapers even almost all over the country and especially in Islamabad.

Many of these medicines were manufactured by multinational companies, who create an artificial shortage, whenever they wish to increase their prices. Sometimes distributors create at their own an artificial shortage to blackmail drug stores for purchasing their products in large quantities.

The medicines, which always remain in short supply are comparatively cheaper ones but effective. That is why these medicines always remain in great demand. Under the Drugs Act 1976, (Licensing, Registration and Advertising), the drug manufacturers were bound to maintain adequate stock of every registered medicine and to ensure its uninterrupted supply. Regarding the shortage of medicines, it has been a tactic of the pharmaceutical companies to put pressure on the Drug Regulatory Authority of Pakistan (DRAP) to permit hike in the prices.

The role of DRAP is also questionable in this regard. Under the Drugs Act 1976 Clause 8 of section 7, DRAP had to register medicines under generic and not be brand names. This also facilitates certain pharmaceutical companies in creating artificial shortage and increasing the prices. Just two examples are the tablet containing salt Glyceryl Trinitrate…

جناب چیئرمین: آج آپ بہت مشکل نام لکھ کر لائے ہیں۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, they all are Latin names. Just two examples are the tablet containing salt Glyceryl Trinitrate, manufactured by a

multinational for heart patients, is in short supply but available under other brand name in the market. Similarly, at least 40 companies manufacture medicines to overcome calcium deficiency but only one brand is in short supply which is the most effective and most reliable. Sir, will the honourable Minister apprise this House as to what actions are being taken by the Government if it has time to look into the affairs of the common people to control the prices and artificial shortage of essential medicines in the country?

Mr. Chairman: Honourable Minister.

Dr. Darshan, Minister of State for Inter Provincial Coordination

ڈاکٹر درشن (وزیر مملکت برائے بین الصوبائی رابطہ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! ہمارے معزز سینیٹر صاحبان کی یہ بات بالکل درست ہے کہ شروع میں یہ practice رہی ہے کہ artificial shortage کر کے اس کے rates بڑھا دیتے تھے لیکن اب ایسا نہیں ہے کیونکہ ہمارے معزز سینیٹر صاحبان نے جن medicines کے نام لیے ہیں، تقریباً وہ سب available ہیں۔ اب تو DRAP نے یہ کیا ہے کہ اگر market میں life saving drugs available نہیں ہوتیں تو ہم نے اس کے لیے بھی institutes and hospitals کو NOC دیا ہے کہ وہ باہر سے direct import کر سکتے ہیں۔ جہاں تک multinational company's drugs کی بات ہے کیونکہ آج کل یہاں پر local medicines اتنی اچھی ہیں اور ان کو اتنی اچھی companies بنا رہی ہیں کہ وہ price میں ان سے compete نہیں کر سکتیں کیونکہ ان سے کافی سستی ہوتی ہیں۔ Multinational کی اپنی ایک regime ہوتی ہے۔ اس میں کافی medicines مثلاً Angised, Thyroxin تو life essentials ہیں لیکن ان کی prices اتنی کم ہوتی ہیں کہ ان کی shortage ہو جاتی ہے۔ اب ہم نے through FIDs survey کروایا ہے بلکہ ان کے records بھی check کروائے ہیں، وہ markets میں available ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی ایک store پر نہ ہو، دوسرے پر ہو لیکن یہ available ہیں۔ اس میں کچھ ایسی drugs بھی ہیں جو misuse بھی ہوتی ہیں۔ Ativan or anti flu drugs کافی جگہوں پر misuse

ہوتی ہیں کیونکہ ہمارے ہاں یہ practice ہے کہ کوئی بھی آدمی جا کر store سے کوئی بھی medicine خرید سکتا ہے اور اس پر ایسی کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ prescription پر لے۔ اس کو دیکھنا اور control کرنا چاہیے تاکہ وہ misuse نہ ہو سکے۔ On the whole اگر essential drugs اسی form میں available نہیں بھی ہے تو اس کی substitute جو یہاں پر local generic بنتی ہیں، وہ سب available ہیں۔ شکریہ۔

Condolence remarks by Mr. Chairman on martyrdom of Army personnel in North Waziristan

Mr. Chairman: Thank you. The calling attention notice is disposed of.

آپ نے Minister Sahib کو Committee meeting سے بلایا ہے؟ ٹھیک ہے۔ آج پھر ایک بہت unfortunate incident ہوا ہے، جس میں ایک Second Lieutenant Moeed اور سپاہی بشارت صاحب کی in a terrorist attack شہادت ہوئی ہے۔ North Waziristan میں Army vehicle پر attack ہوا ہے جس وجہ سے ان دو کی شہادت ہوئی ہے۔ سینیٹ اس act of terrorism کو سختی سے condemn کرتی ہے اور bereaved families کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ یقینی طور پر پاکستان کے عوام اور پاکستان کی پارلیمنٹ اس terrorism کی جنگ میں اپنی ان security forces اور فوج کے ساتھ ایک page پر ہیں اور بڑا واضح message دینا چاہتے ہیں کہ پچھلے چند ہفتوں سے men in uniform کو target کیا جا رہا ہے لیکن اس سے نہ ان کے حوصلے پست ہوں گے اور نہ پاکستانی قوم کے حوصلے پست ہوں گے۔ پاکستان کے عوام ایک resilient nation ہیں اور ان شاء اللہ جب تک ہم اپنے ملک اور خطے سے terrorism کو جڑ سے اکھاڑ نہیں دیں گے، اس وقت تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ فاتحہ کل کر لیں گے کیونکہ میرے خیال میں ابھی ان کی تدفین نہیں ہوئی۔ اس لیے کل صبح جب اجلاس ہو گا تو اس وقت فاتحہ کر لیں گے۔ یہ discussion تو commence کر دیتے ہیں

the Minister is in a meeting of Senate Finance Committee, so he is on his way.

This is a discussion on the admitted adjournment motion moved by Senator Sherry Rehman on 2nd November, 2017 regarding the interim award issued by London Court of International Arbitration on 8th June, 2017 in favour of nine IPPs directing Pakistan to immediately pay 10.977 billion rupees and to further discuss the need of parliamentary oversight in key international arbitration cases.

اس adjournment motion پر کون بات کرے گا؟ شبلی فراز صاحب۔

Discussion on the admitted adjournment motion moved by Senator Sherry Rehman regarding Interim Award by London Court of International Arbitratiion

Senator Syed Shibli Faraz

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب چیئرمین! سینیٹر شیری رحمٰن صاحبہ نے بہت اہم issue اٹھایا ہے۔ ہم نے اس ایوان میں کئی بار یہ ذکر کیا ہے۔ بد قسمتی سے problem یہ ہے کہ energy sector میں بہت structural problems ہیں۔ وہاں جس طرح IPPs کے issue کو اٹھایا گیا ہے، اگر آپ کو یاد ہو تو وہاں کچھ IPPs نے اشتہار دیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ وہ Government of Pakistan کی guarantees کو call کر لیں گی کیونکہ ان کو payments نہیں مل رہی تھیں۔ Circular debt اور اس سے متعلقہ جو مسائل ہیں، وہ حل نہیں ہو رہے تو جب یہاں کی companies اشتہار دے سکتی ہیں کہ وہ Government guarantees call کریں گی تو پھر ظاہر ہے باقی IPPs جن میں foreign companies بھی شامل ہیں، جب آپ midway rules of the game change کر دیں گے یا اگر faulty contracts کر رہے ہیں اور پھر 90s and 2000 میں مختلف قسم کے laws بنے ہیں، جو آپس میں مطابقت بھی نہیں رکھتے۔ ہمارے لیے ایک issue ہے کہ at home ہم اس کو اتنی سنجیدگی سے نہیں لے رہے جتنا لینا چاہیے اور اس کی بنیادی وجوہات یہ ہیں کہ ہم energy sector کے مسائل کو address نہیں کر رہے جس کی وجہ سے یہ circular debt and nonpayment for purchase of electricity ہے۔ ایک Energy Bill آ رہا

ہے جو National Assembly میں pass ہوا ہے۔ اس قسم کی situation میں ہماری law firms جو contracts لکھتی ہیں، میرے خیال میں we do not have the capacity to write the contracts اور دوسرا problem متعلقہ وکلا ہیں، جو proper strategy اور طریقہ ہوتا ہے، ہم وہ follow نہیں کر رہے۔ As a result ہم half baked طریقے سے جاتے ہیں اور ہمارے خلاف decrees ہو جاتی ہیں اور ہمارے خلاف فیصلے آ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ہم نے international arbitration میں کئی cases lose کیے ہیں۔ یہ وقت ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہم نے ان تجربات سے کیا سیکھا اور at least اس کی roots تک جائیں کہ یہ جو مسائل پیدا ہوئے تھے، ہماری کیا کوتاہیاں تھیں، کیا inaptitude تھا اور ہم نے کیوں serious نہیں لیا۔ اگر کوئی لوگ ذمہ دار ہیں، ان کو black list کریں اور سزا دیں کیونکہ یہ ملک غریب تو نہیں ہے لیکن اس کو غریب بنا دیا گیا ہے۔ ایسی situation میں مکمل enquiry ہونی چاہیے کہ ایسا کیوں ہوا تاکہ کم از کم ہم مستقبل میں اس قسم کی embarrassment سے بچیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: جناب چیئرمین! میں سینیٹر شیری رحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ بہت ہی important matter اس ہاؤس میں لائی ہیں، ہمیں omission and commission کے بارے میں سوچنا چاہیے کہ omissions کہاں ہوئیں، کیوں ہوئیں، کس لئے ہوئیں، یہ quite obvious commission کی وجہ سے ہوئیں، omission and commission واقعی اس case سے ہمارے cases میں آ جاتا ہے۔ ہماری حکومت جب کوئی contract sign کرنے کے لیے جاتی ہے تو وہ omissions and commissions کرتے رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ پاکستان suffer کرتا ہے، ہماری ترقی suffer کرتی ہے، ہماری development retard ہوتی ہے۔ IPPs میں یہ cases تھے، یہ well-known cases ہیں اور اسے یہاں floor پر repeat کرنے کی ضرورت نہیں ہے، سب کو معلوم ہے کہ کیا ہوا، کیسے ہوا اور کس لیے ہوا، کس نے کمایا، کس

نے کھایا، پاکستانی عوام کو بجلی ملی یا نہیں ملی، پاکستان کو اندھیر نگری بنا کر چھوڑ دیا اور prince of darkness Monte Carlo and Geneva میں گھوم رہے تھے، پاکستان کی عوام تو suffer کرتی رہی اور اس کے بعد to add insult to injury ہمیں International Arbitration Court کہتا ہے کہ آپ مہربانی کر کے 10.977 billion اتاریں کیونکہ آپ قصور وار ہیں، اس کو comedy of errors کہہ سکتے ہیں، اسے governance کا معاملہ نہیں کہہ سکتے۔ میں توجہ دلاؤں کہ lately last week three Chinese companies میں CPEC نے because of the faulty agreements اپنی financing بند کر دی ۔ کیا وہ بھی International Courts میں جائیں گے، کیا انہیں بھی پاکستانی غریب عوام کا 20 billion روپیہ دینا پڑے گا۔ منسٹر صاحبان تو غائب ہوتے ہی ہیں مگر گورنمنٹ سو رہی ہے، Government paralyzed ہے ، Government is in state of paralysis and denial کہ پاکستان میں ground realities کیا ہیں، اسے دیکھنا ہے کہ governance میں کیا ہو رہا ہے۔ Very important adjournment motion کا یہ ایک موضوع ہے، یہ کہ جو ہم کر بیٹھے ہیں، جو ہم کر رہے ہیں، وہ لوگ ہمارے ساتھ deal کرتے ہیں، flout deals ہیں، شروع سے ہی اس میں گڑبڑ ہے، شروع سے ہی کمیشن کے لیے omission کی گئی ہے، liable for international law ، international morality میں، international justice میں آپ نے اپنے آپ کو قصور وار بنا دیا ہے، جب آپ قصور وار ہوں گے تو you will pay for it، آپ کو international tribunal کوئی favouritism نہیں دکھائے گا۔ اگر PIA کے خلاف ہے تو ہم نے پیسا دینا ہے، اگر پانی پر international arbitration ہو رہی ہے تو ہمارے خلاف بیان ہے۔

میں گورنمنٹ کی توجہ دوسرے موضوع کی طرف دلانا چاہ رہا ہوں، اس گورنمنٹ کی attention draw کرنا بے کار ہے کیونکہ ان کی attention اس جانب نہیں ہے، وہ at ease ہیں، attention and at ease میں بہت فرق ہوتا ہے، they are not bothered کہ آگے کیا ہو گا، ہم نے کیا کیا ہے اور آج کیا ہو رہا ہے، مگر آپ international

forumsپر کوئی interestنہیں لیتے، آپ کی کوئی پالیسی نہیں ہے، کوئی standard operating proceduresنہیں ہیں، کوئی سسٹم نہیں ہے کہ آپ پاکستان کے interestکے لیے وہاں جا کر حق اور عزت کے ساتھ لڑیں اور پاکستان کی سالمیت کے لیے پاکستان کی عوام کو انصاف دلائیں۔ یہ بہت importantچیز ہے اور Government international arbitrationمیں failہے، complete failure of the Government in that respect. خدا کے لیے آپ omissionsکریں، everybody who is working will make mistakes, مگر خدا کے لیے کمیشن کو کم کر دو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کاکڑ صاحب۔

Senator Muhammad Usman Khan Kakar

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: جناب چیئرمین! یہ بہت اہم issueہے۔ بنیادی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں جو بھی حکومت آئی ہے اور یہ internationallyطور پر جو بھی معاہدے کرتے ہیں، اسے یہ پارلیمنٹ میں پیش نہیں کرتے، پارلیمنٹ سے اس کی منظوری نہیں لیتے، سب سے بڑا یہی جرم ہے۔ اس ملک کی اتھارٹی پارلیمنٹ ہے، گورنمنٹ نہیں ہے، گورنمنٹ پارلیمنٹ کو جوابدہ ہے، مگر یہاں پر تو حکومتیں پارلیمنٹ کو اپنا جوابدہ سمجھتی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ حکومت جو بھی معاہدہ چھپاتی ہے، اس میں کمیشن ہوتا ہے، وہ ملک اور عوام کے خلاف ہو گا، اس میں دھوکا ہوتا ہے۔ چاہے موجودہ حکومت ہو، سابقہ حکومت ہو یا مارشل لا کی حکومتیں ہوں، ایسے معاہدے ضرور ملک اور عوام کے خلاف ہوں گے کہ یہ عوام سے چھپاتے ہیں، کمیشن کی وجہ سے چھپاتے ہیں۔ معاہدوں میں کمیشن لیا جاتا ہے۔ حکومت سوچتی ہے کہ ہماری حکومت ہے، جلد سے جلد معاہدہ کر لو تاکہ ہم یہ بتائیں کہ ہم نے اتنی سرمایہ کاری کی ہے، چاہے وہ سرمایہ کاری ملک اور عوام کے خلاف ہو، اس چیز کی کسی کو پرواہ نہیں ہوتی۔

جناب چیئرمین! Reko Diqکا بھی یہی مسئلہ ہے، وہاں پر پاکستان کے خلاف عدالت میں caseپیش کیے گئے، ہم سارے caseہار چکے ہیں، اس کی یہی وجہ ہے کہ ہم لوگوں نے کمیشن لیا، عوام سے چھپایا، معاہدہ عوام کے خلاف تھا، ہم اسے لاگو نہیں کر سکتے، اس ملک میں ہمارے وکیل

عدالتوں میں مخالف پارٹی سے پیسے لے لیتے ہیں۔اب دس ارب روپے عوام کے خزانے سے جائیں گے اور Reko Diq میں بھی یہی مسئلہ ہے، اسے بھی ہم عوام کے خزانے سے ادا کریں گے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ جس منسٹر نے یا جس Head of the Government نے یہ معاہدہ کیا ہے، اسی کے خلاف case ہونا چاہیے، وہی بھرے، عوام کے خزانے سے ادا نہیں کرنا چاہیے، اس پر پارلیمنٹ کو stand لینا چاہیے۔آئندہ جو بھی معاہدہ ہو، اسے پہلے پارلیمنٹ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں پیش کیا جائے، ان کی منظوری سے معاہدے ہونے چاہییں۔CPEC کا بھی یہی مسئلہ ہے، گوادر آپ کا نہیں، اب یہ China کا بن گیا ہے، highways بھی China کے ہو جائیں گے۔ سری لنکا کی port کو China نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے، ہم بھی اسی طرف جا رہے ہیں۔ خدا کے لیے ان معاہدوں کو پارلیمنٹ میں لائیں، جو چیز ملک کے خلاف ہے، وہ کام نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ کل ہم اپنے highways اور گوادر China کے حوالے کر دیں اور نہ جانے کون کون سے China کے ساتھ معاہدے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ نعمان وزیر صاحب۔

Senator Nauman Wazir Khattak

سینیٹر نعمان وزیر خٹک: جناب چیئرمین صاحب! آپ کا شکریہ۔ میں سب سے پہلے سینیٹر عثمان کاکڑ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسا point اٹھایا کہ جو سارے agreements ہوتے ہیں، they must come to the Parliament کیونکہ ہم اس کے بعد discussion کرتے ہیں، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اگر یہ پہلے پارلیمنٹ میں آئے گا تو تب یہ چیز ٹھیک چلے گی۔ اب جو specific issue discuss کیا جا رہا ہے، یہاں پر Minister for Power ہیں، normally Senate میں intellectual debate ہوتی ہے، اگر کوئی loose ball ہو تو ہم loose ball پر چھکا مار دیتے ہیں لیکن انہوں نے last time جس طرح case present کیا، I have respect for him that he does it in very technical manner. میں اب جو تجویز دے رہا ہوں، میں وہ بھی national interest میں دوں گا۔ جناب! کچھ عرصہ پہلے Karkey کا issue ہوا، آپ پر 700 million dollars کی penalty لگی، آج تک اس کا مسئلہ

settle نہیں ہوا پھر 10.97 billion IPPs کا آیا، اس کا background کیا تھا، یہ 2012 کا case ہے، یہ اس حکومت سے پہلے کا case ہے جب آپ نے یہ agreements sign کیے، آپ نے اس agreement میں capacity charges ڈالے، یہ وہ capacity charges ہیں جو اس حکومت نے آکر 340 billion کا دینا تھے اور انہوں نے 329 billion دیا، 11 billion کا backlog آرہا ہے جو capacity charges کا آرہا ہے۔ Agreement کے مطابق arbitration ہونی تھی، arbitration کی گئی اور ساحر علی صاحب جج تھے، انہوں نے arbitration کی اور انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ حکومت نے یہ capacity charges دینے ہیں، حکومت نے پھر بھی نہیں دیے۔ اس کے بعد یہ International Court میں چلے جاتے ہیں اور International Court میں وہی فیصلہ ہوتا ہے جو arbitrator نے دیا اور آپ کو 11 billion دینے پڑ گئے۔

Sir, may I have your attention, I was not having the attention of the Minister, I was not having your attention…

Mr. Chairman: No, no you had my attention and my ears were with you.

Senator Nauman Wazir Khattak: I was fearing other than Javed Abbasi was distinction…

Mr. Chairman: You were talking about the Joint Committee and how Kakar Sahib brought up a relevant point and there was no use of discussing it once the action had been taken. So, I am following you.

Senator Nauman Wazir Khattak: Sir, I am impressed despite you are reading the book but you will listen, have ear to the citation, I hope the Minister has the same.

جناب! آپ نے جب ایک capacity charge دینا تھا اور آپ کو دینا ہے، why do you litigate, why are you going to International Court and here and there, My آپ نے اس کو دینا ہے تو اس کو دیا جائے۔

recommendation is sir یہ، یہ چیز آتی ہے، یہ recommendations آتی ہے، clear all your liabilities, do not litigate in various International Court, آپ نے capacity charge کا دینا تھا، جسٹس ساحر علی صاحب نے آپ کے against فیصلہ دیا، کہیں جانے کی ضرورت نہیں تھی، وہ دینا چاہیے تھا۔ نمبر دو ہے کہ in future all agreements with any country including China under CPEC anything کوئی capacity charge نہیں ہونا چاہیے۔ جناب! اب وزارت کہے گی اور وزیر صاب کہیں گے کہ capacity charge کے بغیر investor نہیں آئے گا، what is happening in India, Minister Sahib, there is energy market, you go over there in India, وہاں ہال اتنا بڑا سا ہے، اس میں تربیلا والا بھی بیٹھا ہے، اس میں وارسک والا بھی بیٹھا ہے، سب energy power producers بیٹھے ہوئے ہیں۔ You go and do deal with them کہ میں کارخانہ لگا رہا ہوں، مجھے 40 megawatts چاہیے اور مجھے بیس سال کے لیے چاہیے، اگر میرا تربیلا کا rate یہ ہے اور دوسرے کا یہ ہے، this is known as capacity energy market, energy market ہو گی تو آپ کو charges نہیں دینے پڑیں گے، وہ market forces خود determine کریں گی۔ یہ چیز I hope the Government realizes what I am talking of, ہے، this is the model, that should be followed, no capacity charges in future to any CPEC project, to any project. let the market forces Energy market develop کرنی ہے، capacity charge اب میرے کچھ colleagues نے بات کی، آپ نے یہ continue. why that has not been agreement میں لکھ دیا تھا، IPPs میں جس نے لکھا تھا، paid, who is responsible for not paying this, who was responsible for giving a capacity charge in that agreement. یہ ساری چیزیں analyze کر کے اس concerned person کو پکڑ کر

اور

he should be taken to task and punished for this act. Finally sir, I only think that all these agreements made anywhere with any country should get the Parliament approval and then it should be implemented. Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی تاج حیدر صاحب۔

Senator Taj Haider

سینیٹر تاج حیدر: جناب عالی! آپ کا شکریہ۔ IPPs سے جو معاہدے کیے گئے، یہ آج کی بات نہیں ہے، پندرہ، بیس اور پچیس سال پہلے وہ معاہدے draft کیے گئے تھے اور ان standard معاہدوں پر ان IPPs کے ساتھ signatures کیے گئے تھے۔ اس میں پوری تفصیل دی گئی تھی کہ اتنا capacity charge ہے، اتنا fuel component ہے، اتنا یہ ہے تو کوئی بھی حساب لگا سکتا ہے کہ کس کے کتنے پیسے بنتے ہیں اور یہ سیدھا سیدھا حساب ہے اور مجھے پتا ہے کہ یہ حکومت اپنی گنتی بھی ٹھیک نہیں کر سکتی تو حساب کیا ٹھیک کرے گی۔ اس قسم کی چیزیں اگر arbitration میں باہر جاتی ہیں اور arbitration میں ہمارے خلاف فیصلے آتے ہیں تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی حجاب نہیں ہے کہ ہم پر یہ جو الزام لگا ہے اور ہم پر یہ فیصلہ ہوا ہے، یہ ہماری بد دیانتی ہے۔ جناب عالی! مارکیٹ میں سب سے بڑا جرم بد دیانتی ہے کہ آپ ایک معاہدہ کریں اور اس کو پورا نہ کریں۔ میں اس لیے یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ arbitration میں باہر جانی ہی نہیں چاہئیں یا International Court of Justice میں نہیں جانی چاہئیں اور ہمارے خلاف کئی فیصلے ہوئے ہیں، ہم اس کو یہاں پر بیٹھ کر طے کر لیں کیونکہ معاہدہ بھی ہمارے سامنے ہے، ہمیں پتا ہے کہ کیا ہے، دونوں sides بیٹھی ہوئی ہیں، اس کو یہیں پر طے کیا جاتا ہے۔ آپ اگر کسی کو وقت پر اس کی ادائیگی نہیں کرتے تو پھر آپ اس سے کارکردگی کی بھی توقع نہ رکھیں۔ جی ہاں معاہدے غلط ہوئے تھے، میں تسلیم کر سکتا ہوں، جی ہاں نئی technologies آ گئی ہیں جس سے کافی سستی بجلی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس وقت حکومت ہندوستان 15000 megawatt solar energy کے خرید رہی ہے، وہ 2 روپے 40 پیسے per kilowatt پر خرید رہی ہے جو کہ پاکستانی چار روپے بنتے ہیں، اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ان کو کریں تو آپ یہ آئندہ کے لیے کر سکتے ہیں۔ ہم نے بار بار یہ مشورہ دیا ہے کہ جو renewable energy ہے اس پر زیادہ depend کیا جائے۔ جناب! اس وقت صورت

حال یہ ہے کہ کوئی renewable energy 1000 megawatt ہم جمپیر corridor کے اندر generate کر رہے ہیں اور اس کی evacuation کے لئے NTDC نے transmission line نہیں ڈالی اور میرے پاس اس سلسلے میں یہ correspondence پڑی ہے کہ حکومت سندھ Department of Energy, Federal Government کے ساتھ کرتا رہا ہے کہ خدا کے لئے آپ یہ transmission line ڈالیں تاکہ renewable energy جو کہ سستی ہے، ہم وہ national grid کو دے سکیں۔ اس وقت تھرکول کے اندر وہ project اپنی completion سے چار، ساڑھے چار مہینے آگے چل رہی ہے، جناب! transmission line نہیں ہے۔ جو 1320 megawatt کے دو phases میں ہوا، یہ 660 and 660 کے ہوئے ہیں، اس energy کو generate کرنے اور national grid میں ڈالنے کے لئے transmission line نہیں ہے۔ حکومت سندھ نے جامشورو میں power plant ڈالی ہے تو اپنی transmission company بناکر اور 95km اپنی 132KV کی 2 phase line ڈالنی پڑی ہے۔ ہمیں شاید تھر میں کرنا پڑے اور شاید جمپیر wind corridor کے اندر بھی کرنا پڑے۔ میں اس لیے سمجھتا ہوں کہ ایک energy policy باہمی مشورے سے آنی چاہیے اور اس energy policy کے مقاصد یہ ہوں کہ سستی سے سستی بجلی ہو کیونکہ اس وقت معاملہ یہ نہیں ہے کہ بجلی ہے یا نہیں ہے بلکہ اس وقت معاملہ یہ ہے کہ ہم بجلی کس rate پر خرید رہے ہیں۔ کیا ہم imported fuel پر generate ہونے والی بجلی خرید رہے ہیں؟ ہم باہر سے گیس منگوا رہے ہیں، یہ imported fuel ہے اور سندھ 70% GIDC contribute کرتا ہے جبکہ اس کے پاس ضرورت سے زیادہ اپنی گیس ہے اور اس سلسلے میں بھی Federal Government کے ساتھ correspondence چل رہی ہے، اس سلسلے میں CCI کے agenda پر چیزیں رکھی گئی ہیں کیونکہ اس کا کچھ اور BTU ہے جو imported gas ہے اور ہماری گیس کا کچھ اور BTU ہے اور سندھ کو differential pay کیا جارہا ہے۔

جناب عالی! policy بنانے کی ضرورت ہے اور اس وقت Parliament کی oversight کی ضرورت ہے، تھوڑے عرصے کے لئے Parliament کی oversight

ضرور ہونی چاہیے تاکہ یہ معاملہ صحیح طریقے سے چلے اور پوری دنیا میں پاکستان کی بدنامی نہ ہو کہ یہ ایک ایسا ملک ہے جو اپنی commitment پوری نہیں کرتا۔ یہاں پر لوگ آکر investment کرتے ہیں لیکن آپ ادائیگی وقت پر نہیں کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب ہو گا کہ ہماری relevant power کی Committee ہے، یہ معاملہ اس کے بھی حوالے کیا جائے، اس کا بھی input لیا جائے کہ اس معاملہ کو کیسے ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں ڈیڑھ، دو سال سے بتایا جا رہا ہے کہ energy policy تیار ہے۔ آپ بنائیں اور کہنے لگے کہ تاج صاحب آپ کوئی ڈال دیجیئے، آپ جس کو چاہیں بیچیں اور جس rate پر بھی چاہیں بیچ دیں اور competition ہو گا۔ صوبائی حکومتیں اپنے power plants ڈالیں اور جو بھی tariff چاہیں، آئین کا آرٹیکل 157 ہمیں اس کی اجازت دیتا ہے لیکن انتہائی غفلت کی گئی ہے اور سب سے بڑی غفلت یہ ہے کہ جو energy generate ہو رہی ہے اس کی transmission کے لیے کوئی انتظامات نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر محمد جاوید عباسی صاحب۔

Senator Muhammad Javed Abbasi

سینیٹر محمد جاوید عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ، جناب چیئرمین! بہت important adjournment motion ہے، میں شیری رحمان صاحبہ کا بہت شکر گزار ہوں کہ وہ یہ adjournment motion لائی ہیں اور آج سارے facts سامنے آئیں گے اور سامنے آنے بھی چاہییں۔ یہ adjournment motion rental power projects کے بارے میں تھی۔ دو مواقع پر یہ agreements sign کیے گئے تھے ایک 2006 اور ایک 2008 میں sign کیے گئے تھے۔ یہ معاملہ وہاں سے اٹھا تھا کہ جب 2006 میں sign کیے گئے تھے تو RPPs کو جو advance payment کی گئی تھی وہ 7% تھی اور جو 2008 agreement میں sign کیا گیا تھا اس میں شاید 14% advance payment کی گئی تھی۔ کار کے ایک کمپنی ہے جسے 57 billion کا یہ contract award ہوا تھا اگر میں یہ بات مان بھی لوں کہ انہیں 14% advance payment ہوئی تھی تو اس وقت شاید ان کو 08 billion payment ہوئی تھی کیونکہ اس وقت منسٹر صاحب بیٹھے

ہیں اور ان کے پاس صحیح figures ضرور موجود ہوں گے۔ اس وقت کے ایک وفاقی وزیر جو اس وقت Housing Minister تھے وہ سپریم کورٹ آف پاکستان میں چلے گئے اور ان کا کہنا تھا کہ یہ contracts شفاف نہیں تھے۔ ہمارے زمانے کی انہوں نے مثال دی اور اس سے پہلے بھی وہ Cabinet کے وزیر تھے، انہوں نے کہا کہ جب یہ sign ہوئے تھے تو 7% اور 14% پر تھے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس پر proceedings شروع کر دیں اور ان کے پاس مختلف اوقات میں مختلف figures آتے رہے۔ 2012 میں اس وقت کے چیف جسٹس کی عدالت نے یہ contracts cancel کر دیے۔

میں شروع میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس طرح کے commercial contracts یا جہاں sovereign guarantee ہو، اس طرح کے contracts کو cancel کرنے سے پہلے عدالتوں کو بھی یہ بات دیکھنی چاہیے کہ یا تو ان مقدمات کو ہمارے اداروں کو بھیجیں یا ان کے لیے کوئی ایسا forum تو میں نہیں کہہ سکتا ہوں بلکہ audit کروانے کے لیے کوئی چیز ہونی چاہیے کیونکہ اس contract میں لکھا ہوا تھا کہ اگر یہ contract پورا نہ ہوا تو فلاں arbitration company جس کا نام بھی لکھا ہوا تھا اس کے پاس یہ معاملہ جانا تھا اور یہ بہت serious consequences ہونے تھے جو کہ ہوئے۔ کاش اس وقت عدالت انہیں direct cancel کرنے کی بجائے کسی audit company جو پاکستان میں تھی یا کسی international well reputed audit company کو بھی بلاتی، انہیں بھی سنتی اور دیکھ لیتی لیکن انہوں نے یہ contract cancel کر دیے۔

جناب چیئرمین! یہ 12 companies تھیں۔ 09 companies نے تو شروع سے کوئی کام ہی نہیں کیا تھا۔ جن تین کمپنیوں نے کام شروع کیا تھا ان کی capacity بہت کم تھی۔ Agreement کے مطابق انہیں 230 megawatt بجلی پیدا کرنی تھی اور 35 روپے فی یونٹ کرنی چاہیے تھی لیکن ان کی capacity صرف تیس سے اکیاسی تھی لیکن یہ تفصیل سپریم کورٹ کے فیصلے میں موجود ہے اور سب نے اسے دیکھ لیا ہو گا۔ یہ معاملہ نیب میں چلا گیا اور نیب نے بھی اس پر ایک انکوائری شروع کر دی۔ جب سپریم کورٹ نے حکم دیا کہ نیب اس وقت کے وزیر اعظم یا کچھ اور لوگوں کے بارے میں کہا کہ انکوائری کرے اس سے پہلے نیب اس پر انکوائری کر رہی تھی۔ نیب نے اپنی

interim report دی تھی جس میں اس نے کہا تھا کہ اگر ہم ان companies سے 1.7 billion recover کر لیں اور ان companies سے agreements کو ختم کر دیں تو ہم جتنا بھی کہتے ہیں کہ نقصان ہوا ہے وہ پورا ہو سکتا ہے۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ نیب کی یہ رپورٹ اس ایوان میں ضرور پیش ہونی چاہیے اور اگر یہ یہاں پیش ہو جائے تو بہت سی سچائیوں کا پتا چل جائے گا کہ نیب نے کن چیزوں کو بنیاد بنا کر یہ amount دی تھی اور شاید وہ amount بالکل ٹھیک تھی۔ اس وقت سپریم کورٹ نے وہاں کچھ لوگوں کو کہا کہ آپ بتائیں کہ کتنا نقصان ہو گا تو انہوں نے کہا کہ 12 billion ہے۔ اس وقت کے sitting Federal Minister گئے تھے، انہوں نے کہا کہ نہیں یہ 24 billion کا نقصان ہوا ہے اور پھر Transparency International نامی ایک organization ہے، جسے کہا جائے یا نہ کہا جائے مگر وہ ہر معاملے میں کود پڑتی ہے، انہوں نے بھی کہا ہے کہ 21 billion کا نقصان ہوا ہے۔ یہ وہ سارے figures ہیں جو سپریم کورٹ کی judgement میں موجود ہیں۔

جناب چیئرمین! کیونکہ ابھی یہ معاملہ arbitration کے پاس جانا تھا، اس میں arbitrator clause موجود تھی اور کہا گیا تھا کہ اگر ہم اپنی commitment پوری نہیں کریں گے تو یہ فلاں arbitrator company کے پاس جائے گا۔ مجھے نہیں معلوم کہ figures کیا ہیں وہ منسٹر صاحب بتائیں گے لیکن جو سننے میں آ رہا ہے اگر وہ کہتے ہیں کہ 74 billion کے damages ہمیں پڑیں گے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ 160 billion کے damages ہمیں پڑیں گے تو یہ بہت بڑی amount ہے۔ اگر یہ معاملہ 1.57 جب نیب کہہ رہا تھا کہ ہم اس کی recovery بھی کر لیں گے اور یہ معاملہ ختم کر لیں، اگر یہ بات بھی مان لیتے کہ 24 billion بھی ہوتے، پھر بھی یہ معاملہ کہیں settle ہو جاتا، آج international market میں یہ دو نہیں بلکہ ریکوڈک اور ان دونوں کے بارے میں جو فیصلے ہو کر arbitration میں گئے ہیں وہ بہت خطرناک فیصلے ہیں۔ ہمارے جو contracts cancel ہوتے ہیں اور کیے گئے ہیں اور ان پر اتنا بڑا پیسا پڑا ہے، اب اگر 74 billion پاکستان کی حکومت نے، پاکستان کے لوگوں نے، پاکستان کے tax-payers نے یہ damages دینے ہیں تو یہ معاملہ کہاں جا کر کھڑا ہو گا۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے جتنے بھی cases international arbitration میں گئے ہیں اس میں ہمارا 2% only success rate ہے اور ہمارے ہمسایہ ملک انڈیا کا 60% ہے۔ یا تو ہم جب agreement sign کرتے ہیں تو اسے پڑھتے نہیں ہیں یا ہم اسے دیکھتے نہیں ہیں یا اس میں ہم وہ چیزیں چھوڑ دیتے ہیں جو ہمیشہ دوسری پارٹی کو فائدہ دیتی ہیں تو اس معاملے کو بھی دیکھا جائے۔ میں اس بات کی support کرتا ہوں کہ جب کوئی بھی international agreement ہو تو وہ پارلیمنٹ کے اندر آنا چاہیے اور پارلیمنٹ اس کی توسیع کرے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ یہ contracts کیسے ہوئے ہیں لیکن میری آپ سے ایک اور درخواست ہو گی کہ نیب کی وہ رپورٹ ضرور House میں آنی چاہیے جس سے بہت سی چیزوں کا پتا چلے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر شیری رحمٰن۔

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمٰن: شکریہ، جناب چیئرمین! میں معذرت چاہتی ہوں کہ جب یہ motion admit ہوا ہے اس وقت میں House میں موجود نہیں تھی لیکن آپ کا شکریہ کہ آپ نے اسے admit کیا۔ بہت سے فاضل دوستوں نے اہم باتیں کہی ہیں اور جتنی بھی تجاویز ہیں وہ اہم اور سیر حاصل ہیں اور پارلیمان کی قوت میں اضافہ کرتی ہیں۔ حکومتیں اکثر یہ نہیں چاہتیں کہ اس قسم کا agreement پارلیمنٹ کے پاس آکر رک جائے یا پھنس جائے لیکن آپ کو یاد ہو گا کہ State Bank کی رپورٹ، جو کہ ایک regulator ہے اور ہمیشہ تیزی اور facilitation چاہتا ہے، انہوں نے بھی recommend کیا ہے کہ یہ cases پارلیمان کے پاس آئیں کیونکہ ایک طرف یہ نیب کی رپورٹ کی بات کر رہے ہیں، بے شک وہ آنی چاہیے اور بہت سی باتیں سامنے بھی آئیں لیکن میں اپنا adjournment motion اس لیے چاہ رہی تھی کہ یہ بات پہلے بھی ہوئی تھی اور آپ نے اسے admit کیا تھا اور پہلا یہ کہ charges بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پچھلے Awards NTDC نے implement نہیں کیے اور Arbitration Court نے اب لگ بھگ ستر سے اسی دنوں کا stipulated time دیا ہے۔ یہ ہمارے لیے بہت مصیبت کا وقت ہے کہ tax-payer اور غریب عوام کے پیسے سے جو ہم indirect taxes لگائے چلے جا رہے ہیں ان سے یہ پیسے نکالے

جائیں گے اور ابھی تو 10 billion کی بات ہوئی ہے جس میں 09 independent power producers ہیں یہ جون کو نکلا تھا مگر یکم نومبر کو یہ پیش رفت ہوئی ہے کہ اسی London Court of Arbitration نے IPPs کو outstanding bills and interest payments کی مد میں پاکستان سے 14 billion مانگے ہیں۔

Mr. Chairman: So total becomes 24.

Senator Sherry Rehman: Yes. They are saying that this is boiling up and total amount of overdue payments of IPPs has become 200 and not by the Arbitration Court but has become 205 billion.

تو IPPs کا مجموعی طور پر یہ کہنا ہے اور یہ ساتھ مل چکے ہیں کہ ہماری 205 billion overdue payments رہتی ہیں اب اس mess کو جناب کون solve کرے گا۔ یہاں پر ریکوڈک کی بات ہوئی بہت سے international agreements ہیں اور جس کمپنی کو یہ award ملا ہے، یہ جو بھی ہے، جب یہ international arbitration میں جاتے ہیں تو کچا چٹھا سامنے آتا ہے اور جب آپ کے خلاف award آتا ہے تو آپ کو سوچنا پڑتا ہے کہ کیا مسئلہ تھا، ایسا کیوں ہوا ہے۔ IPPs کا کہنا ہے اور بہت سے لوگوں کا یہ تبصرہ ہے کہ خواجہ آصف نے acknowledge کیا، اس وقت وہ Minister for Water and Power تھے کہ 161 بلین روپے IPPs کو دینے ہیں، 69 بلین اس میں سے already under litigation ہیں۔ اس کے بعد جب انہوں نے راجہ پرویز اشرف والے معاملے کو challenge کیا اور جب کارکے کمپنی نے کہا کہ ہم agreement کر لیتے ہیں، وہ بھی انہوں نے نہیں کرنے دیا اور اسے کورٹ لے گئے تو اب international arbitration میں وہ خاصے ناراض ہیں، وہ کوئی agreement بھی نہیں کرنا چاہتے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جو IPPs کے خلاف statements چل رہی ہیں، انہوں نے بھی اب remedy مانگی ہے۔ چیئرمین صاحب! IPPs نے اپنی الگ remedy مانگ لی ہے جو 14 بلین کی ہے۔ یہ کارکے کی 10 بلین والی الگ ہے جبکہ IPPs اب اپنے کیس باہر لے کر جا رہے ہیں اور ان کی پوری ادائیگی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ یہ ہمارے لیے ایک بہت ہی تشویش کا موقع ہے۔ ہم جو بات کر رہے ہیں agreements کے آنے کی تو کیا اس میں ہم کچھ کر سکتے ہیں۔ دوسرے دو تین اور

پارلیمان ہیں، جرمنی اور سویڈن کہ جہاں یہ agreements جاتے ہیں۔ ہر حکومت کے نہیں جاتے لیکن ہم ان کی کوئی speedy facilitation کر سکتے ہیں، ظاہر ہے agreement ہونا ہے، معاہدے مزید نہ دھنس جائیں لیکن ہمیں ان کو پارلیمنٹ میں لانا پڑے گا۔

چیئرمین صاحب! اس میں ایک اور چیز ہے جو اسٹیٹ بینک کی رپورٹ نے اس وقت recommend کی تھی، اسے contingent liability کہا جاتا ہے۔ انہوں نے تو یہ بھی کہا کہ آپ contingent liability کو بھی دیکھ لیں اور اس کو بھی include کر لیں۔ آپ کی permission سے میں ایک Bill بھی لانا چاہ رہی ہوں۔ I am going to submit it. اگر آپ مجھے contingent liability کی definition کی اجازت دیں، یہ وہ liability ہوتی ہے، which is a potential liability that may occur. یہ آپ کے اسٹیٹ بینک نے کہا ہے، رپورٹ دیکھ کر، آپ کا debt دیکھ کر اور آپ کی liabilities دیکھ کر اور کتنے cases, arbitration کو جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ potential liability that may occur depending on the outcome of an uncertain future event. So, it is recorded in the accountant's records. If the contingency is probable and the amount of the liability can be reasonably estimated. اس کا مطلب یہ کہ اگر اس agreement کا fallout غلط ہوتا ہے یہ بہت سارے ممالک کر رہے ہیں۔ Capacity charges کی بات ہوئی ہے، بالکل صحیح باتیں ہوئی ہیں، بہت سارے ممالک اب دیکھ لیتے ہیں کہ اس کی contingent liability کیا ہو سکتی ہے، forecast دیکھتے ہیں، اپنے ملک اور حکومت کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ So, we will Bill this in, hopefully. مجھے امید ہے کہ یہ ایوان اور قومی اسمبلی agree کریں گے کہ پارلیمانی oversight ضروری ہے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ حکومتیں دھنس جائیں اور ہم کوئی کام نہ کر سکیں۔ نہیں تو پھر معاملات اس طرح کی Courts میں جاتے ہیں اور ہمیں پھر اس کا پیسا بھرنا پڑتا ہے۔

چیئرمین صاحب! میں آخری بات یہ کہنا چاہوں گی کہ جو fines pay کیے جا رہے ہیں، وہ بھی خفیہ رکھے گئے تھے۔ یہ بات ویب سائٹ میں سے نکلی پھر خبروں کی اور ہیڈ لائنز کی زینت بنی۔

جب یہ معاملات اس طرح سیاست کی نذر کرتے ہیں تو ملک کا اس میں نقصان ہوتا ہے اور اب ہماری اگلی نسلوں کو اس کا سارا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سردار صاحب۔

Senator Sardar Muhammad Azam Khan Musakhel

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: جناب چیئرمین! شکریہ، آپ نے مجھے تحریک التوا پر کچھ اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔ جہاں تک معاہدوں کا تعلق ہے، معاہدے ہوں یا تنازعات کا حل ہو، جن میں مشاورت نہ ہو، وہ قطعاً fruitful ثابت نہیں ہو سکتے۔ مشاورت کے ذریعے آپ جو بھی کام کریں گے، اس کے نتائج اچھے نکلیں گے۔ یہاں پر سابقہ حکومتیں ہوں، موجودہ ہوں یا آنے والی ہوں، جو معاہدے کرتی ہیں ان میں خامی اس وجہ سے پائی جاتی ہے کہ وہ پارلیمنٹ کو bypass کرتے ہیں۔ جب ہم پارلیمنٹ کو bypass کریں گے، جہاں بھی ہم معاہدے کریں گے، وہ معاہدے ہمارے ملک کے حق میں اچھے ثابت نہیں ہوں گے۔

جناب! میں سادہ سی مثال پیش کرتا ہوں۔ ہماری پشتون روایت ہے، اسی طریقے سے ضرور بلوچ اور سندھی روایت بھی ہو گی، اگر کوئی مسئلہ سامنے آ جائے یا کسی دوسری قوم سے معاہدے کی ضرورت پڑ جائے تو وہاں کے عوام بیٹھ کر نکات کو طے کر کے کسی ایک نمائندے کو وہاں بھیج دیتے ہیں کہ آپ ان نکات کے اندر ہماری نمائندگی کریں۔ ان نکات کے باہر اگر آپ نے کوئی معاہدہ کیا تو وہ ہمارے لیے قابل قبول نہیں ہو گا۔ نکات کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے آپ نے دوسرے فریق سے یہ معاملہ طے کرنا ہے۔ اس طرح قبائلی روایت کے بل بوتے پر اپنا نمائندہ بھیج کر وہ وہاں سے fruitful نتائج لاتے ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہم اپنے ملک کے حوالے سے دوسرے ملکوں سے معاہدے کرتے ہیں جبکہ پارلیمنٹ کو bypass کرتے ہیں؛ ان معاہدوں میں پارلیمنٹ کی طرف سے کوئی مشاورت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے ہم ملک کی ساکھ کو بھی کھو دیتے ہیں اور ملک کو مقروض بنا دیتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے معاہدے سود در سود کی شکل میں چلتے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ریکوڈک کے معاملے میں ہم نے نقصان کا معاہدہ کیا؛ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ جہاں پر ہم وکیل بھیجتے ہیں، وہ بھی وہاں ہمارے ملک کے لیے نقصان کا باعث بن جاتے ہیں۔ ہم نے سی۔ پیک کا معاہدہ کیا ہے۔ اس کے تحت گوادر کے معاملات طے کیے ہیں۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! اِس معاملے پر رہیں، گوادر پر بعد میں جائیں گے۔ ابھی یہیں پر رہیں۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: یہ بھی تو چین کے ساتھ ایک معاہدہ ہے۔

جناب چیئرمین: وہ معاہدہ الگ ہے، یہ adjournment motion دوسرا ہے۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: چین کے ساتھ ہمارا جو معاہدہ ہوا، اس میں ہمارا [***][1] ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: [***] کو expunge کیا جاتا ہے۔ آپ IPPs اور arbitration کے موضوع تک محدود رہیں۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: میں آخر میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ ہمارے ملک پاکستان کے جو بھی معاہدے ہوں، پارلیمنٹ کے توسط سے ہونے چاہییں۔ بغیر پارلیمنٹ کے جو معاہدہ ہو گا، یقیناً نقصان کا باعث ہو گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ جن سینیٹرز نے گفتگو کرنی ہے، مہربانی سے پہلے ایک آدھ منٹ میں کر لیں۔ It helps me in pacing the debate. آپ آ کر end میں کرتے ہیں تو پھر اس میں ذرا سی مشکل ہو جاتی ہے۔ آخری speaker ڈاکٹر جمالدینی ہوں گے۔ میر کبیر صاحب۔

Senator Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi

سینیٹر میر کبیر احمد محمد شاہی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں figures پر تو بات نہیں کر سکوں گا کیونکہ جیسا کہ آپ نے بتایا میں بھی late آیا ہوں، ابھی آیا ہوں لیکن چونکہ یہ ایک اہم issue ہے، اس لیے ایک دو باتیں کرنا چاہوں گا۔ میری تیاری facts and figures کے حوالے سے نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اسی فلور پر ہم نے کئی مرتبہ اس مسئلے کو raise کیا کہ جو بھی agreements ہوئے، ان کے اس ریاست کو نقصانات ہوئے۔ ہم نے ان agreements کے نقصانات کو برداشت کیا۔ ہم arbitration کے لیے International Courts میں

[1] *[Expunged as ordered by the Chairman]*

گئے، ہم نے courts میں دعوے دائر کیے، وہاں سے بھی ہمیں نقصانات اٹھانے پڑے لیکن افسوس آج تک ہم نے کسی سے نہیں پوچھا کہ یہ جو آپ نے اتنے مہنگے اور اس قوم کے خلاف اتنے بڑے agreements کیے، اس کی کیا وجہ ہے۔ ہم نے کسی سزا اور جزا کا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ ہم نے کسی کو بلا کر نہیں پوچھا کہ یہ کس کے interest میں تھا۔ ریاست کے interest میں تھا، قوم کے interest میں تھا یا جو agreements کر رہا تھا، اس کے interest میں تھا۔ ہم نے اس کو کبھی نہیں پوچھا۔ ایک تو ہم نے اس سے پوچھا نہیں کہ آپ نے یہ agreement اپنے interest کے لیے کیوں کیا؛ ہم نے کوئی سزا یا جزا نہ دی۔ چاہے وہ موجودہ مسئلہ ہو جس پر ہم اس motion کے ذریعے بات کر رہے ہیں، چاہے ہمارا ریکوڈک ہے، چاہے ہمارا سینڈک منصوبہ ہے۔

جناب چیئرمین! ریکوڈک کے معاملے پر ڈاکٹر عبدالمالک نے International Court کے دروازے کئی مرتبہ جا کر کھٹکھٹائے لیکن وہاں سے مایوسی ہوئی۔ ریاست کو اس نتیجے میں بھی کئی بلین ڈالرز دینے پڑیں گے۔ آپ سینڈک منصوبے کو دیکھیں، اس میں بھی 50% چین کو، 48% وفاق کو جبکہ 2% بلوچستان کو دیا گیا۔ اس کو ابھی دو مہینے پہلے extend بھی کیا گیا۔ ہم نے کہا کہ خدارا! جو بھی agreement کرتے ہو، کم از کم اس فلور پر لاؤ۔ ہم اسے دیکھیں کہ آپ نے جو agreement کیا ہے؛ وقت سے پہلے ہمیں پتا چلنا چاہیے کہ یہ ہمارے بچوں کے مستقبل کے لیے کتنا خطرناک ہو گا لیکن ہمیں کوئی agreement نہیں دکھایا گیا۔ حال ہی میں سی۔ پیک کے معاہدے ہوئے ہیں، ہم نے کہا کہ وہ معاہدے لا کر ہمیں دکھا دو۔ میں سی۔ پیک کی دو کمیٹیوں میں ہوں، مجھے کسی agreement کا پتا نہیں ہے کہ ہم نے کیا agreements کیے ہیں۔ ٹھیک ہے، میں motion پر بات کر رہا ہوں لیکن جن issues کو میں address کر رہا ہوں، وہ بھی اسی motion کے حوالے سے ہیں، چاہے وہ ریکوڈک ہو، چاہے سینڈک ہو یا جس motion پر میں بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین! جس نے بھی agreements کیے، انہوں نے اپنے ذاتی مفادات کو دیکھا، انہوں نے اپنی تجوریوں کو بھرنے کے لیے agreements کیے، انہوں نے نہ ریاست کو دیکھا، نہ اس قوم کو دیکھا اور نہ بدحال لوگوں کو دیکھا جو اپنے بچوں کو press clubs کے سامنے بیچ رہے ہیں، بھوک کی وجہ سے ندیوں میں کود رہے ہیں۔ یہی Saindak project, اگر یہ

اچھاagreement ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے چاروں صوبوں، کشمیر اور گلگت بلتستان سمیت انہیں کسی آمدنی کی ضرورت نہ ہوتی، اگر یہ agreements ایمانداری کی بنیاد پر ہوتے۔ آج میری اس ایوان سے گزارش ہے کہ حکومت جو بھی agreement کرے، اس کے لیے ایک قانون طے ہو کہ ایوان بالا اور قومی اسمبلی میں لوگوں کے سامنے وہ agreement رکھیں کہ ہم کسی اور ملک کے ساتھ، کسی کمپنی کے ساتھ، کسی private company کے ساتھ کیا agreement کر رہے ہیں، اس پر debate ہو تاکہ کم از کم مستقبل میں ہمیں یہ بدحالی اور تاریک دن نہ دیکھنا پڑے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، ڈاکٹر جمالدینی صاحب۔

Senator Dr. Jehanzeb Jamaldini

سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی: شکریہ، جناب چیئرمین! یہ topic پورے پاکستان سے relate کرتا ہے اور بلوچستان سے خصوصاً اس کا رشتہ کچھ زیادہ ہی مضبوط ہے کیونکہ ہمارے ملک سے جو چیزیں نکلتی ہیں، وہ پورے پاکستان کی ملکیت ہیں، ان میں بلوچستان کے لیے بھی فوائد ہیں لیکن اس میں سب سے کمزور پہلو یہ ہے کہ ہمارے جتنے بھی معاہدات جب سے ہو رہے ہیں، آج کی بات نہیں ہے، ستر سالوں سے ہو رہے ہیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ معاہدات آج ہوئے ہیں، ستر سالوں سے جتنے بھی معاہدات ہوئے ہیں، ان میں پارلیمان کی oversight رہی ہے اور نہ ہم رکھ سکے ہیں۔ ہم ذہنی طور پر تیار ہی نہیں ہیں کہ اس پر ہم کوئی oversight رکھوا سکیں، ان پر نظر رکھنے والی team ہو، ان میں experts کی team ہو، وہ ان کے merits and demerits پر نظر رکھ سکے، وہ یہ دیکھ سکے، evaluate کر سکے کہ اس میں ہمارے ملک کو کیا فائدہ ہے۔

جناب چیئرمین! آپ اندازہ کریں کہ سینڈک کی بات کی جاتی ہے، سینڈک میں 4%. copper gold project تھا، ریکوڈک کا gold copper project 9%. تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اتنے بڑے subject پر بات کر لیتے ہیں اور اس کے بعد ہماری properly deliberation نہیں ہوتی، oversight نہیں ہوتا، discussions نہیں ہوتیں، experts کے opinions نہیں ہوتے تو پھر eventually IPPs کا مسئلہ ہمارے سامنے آتا ہے، یہ تو آج کل کی بات نہیں ہے۔ جب ہم پارلیمنٹ کی بالادستی کا کہتے ہیں تو اس کی basics یہی ہوتی

ہیں کہ یہاں اتنے experts موجود ہوتے ہیں کہ وہ ان پر نظر رکھ سکتے ہیں اور بڑی اچھی آراء دے سکتے ہیں۔ اگر آراء نہ بھی دینا چاہیں تو آپ اسے Committee of the Whole میں discuss کروا کر، experts کو بلوا کر نئی بہترین رائے ان کے سامنے رکھ سکتے ہیں لیکن ہمارے موجودہ اور سابق حکمرانوں کی بیماری یہ ہے کہ انہوں نے پارلیمنٹ کو کبھی بھی اہمیت نہیں دی اور آج بھی ہم نہیں دے رہے۔ اس کی سزا ہمارے عوام اور tax-payers بھگتیں گے، آج بھی بھگتیں گے اور کل بھی بھگتیں گے۔

جناب والا! آپ اندازہ نہیں کریں گے کہ ریکوڈک پر ہماری کیا حالت ہو گی، ہم یہاں سے پیسے squeeze کر کے، ہر چیز سے پیسے جمع کر کے باہر بھجوا رہے ہیں، جرمانے دے رہے ہیں، نقصانات بھر رہے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ basically ہمارے system میں ہی کمزوریاں ہیں، ہم میں کمزوریاں ہیں۔ ہمارے حکمرانوں میں شاید اس حد تک experts ہوں کہ وہ بہتر decision کر سکیں لیکن ہمارے لوگ اکثر جو decisions کرتے ہیں، بعض اوقات ان decisions میں ان کی expertise دھیمی پڑ جاتی ہے، کمزور پڑ جاتی ہے، اس وجہ سے ہمیں اکثر نقصانات مول لینا پڑتے ہیں۔ اس لیے میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ سینیٹ جو Federation کی علامت ہے، اس کے اختیارات زیادہ ہونے چاہییں، اس کا oversight comparatively زیادہ ہونا چاہیے، National Assembly کی بھی no doubt ہو لیکن سینیٹ کا oversight زیادہ ہونا چاہیے کیونکہ پاکستان کے Federating Units کی protection اکثر یہی کیا کرتا ہے۔

جناب والا! دولت ہماری اور دیگر لوگ مستفید ہو رہے ہیں اور آپ کا Federal Exchequer بھی خالی ہے، اس میں بھی کچھ نہیں آ رہا ہے۔ یہاں سونا پیدا کرنے والی چیزیں ہیں اس کے باوجود آپ کو کچھ نہیں مل رہا ہے۔ اس وقت آپ جو IPPs کے نقصانات بھگت رہے ہیں، کل اس سے زیادہ بھگتیں گے۔ اس لیے میں بھی دیگر دوستوں کی طرح یہ کہوں گا کہ پارلیمانی oversight اس معاملے میں ضروری ہے، آپ نے جیسے دیگر مسائل حل کرنے کی کوشش کی اس پر بھی آپ Committee of the Whole کو بلائیں۔ آئندہ اس طرح کا کوئی بھی decision ہو تو اس میں آپ experts کو بلائیں، ان کی رائے لی جائے اور اس کے بعد ہی contracts کیے جائیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: The Chair recognizes the presence of the former Chairman Senate Mr. Farooq Hamid Naek on the floor of the House. The Chair also recognizes the presence of 72 students' along with two faculty members from the Balochistan Residential College, Loralai who are present in the Visitors' Gallery today. Honourable Minister.

Sardar Awais Ahmed Khan Leghari, Minister for Power

Sardar Awais Ahmed Khan Leghari (Minister for Power): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔Thank you, Mr. Chairman. I do apologize; I was not here in the House when the motion actually started.

Mr. Chairman: I know you were before the Committee.

Sardar Awais Ahmed Khan Leghari: I was before the Standing Committee of the Senate discussing the circular debt. Mr. Chairman, I am very grateful, it was a good long discussion, although the focus of the discussion did not remain on the IPPs and the payments that are due to the IPPs according to the Court of Arbitration but during the discussion the points raised are absolutely valid, they need reply by me. I think we need to ponder on some of the key issues that have been raised by the members, some things that were placed as facts are not true. The environment is not how it was portrayed to be and so I need to correct those presumptions that were presented as facts by some of the honourable Senators.

The IPPs are not odd 24, they are odd 14 billion now, according to the decision of the learned Court of Arbitration, so it is 10 billion and another 4 billion added

on to it. I would also like to very clearly state that there are no 1000 MW of wind energy installed at Jhampir which are awaiting evacuation as was mentioned by the honourable Senator on the other side. The number of wind producing power projects installed at Jhampir are less than the evacuation capacity available as we speak but unfortunately, instead of giving them the contracts and placing before them the contracts based on an upfront tariff or a cost plus tariff. They still are awaited and the Government has this very afternoon, just before I came here, we went through a Cabinet Committee on Energy and we have decided the way forward which I would like to put before you for your information and the information of the media also because this is the first time its ever happened in our history.

The other thing that was discussed was the electricity plan and the policy. I would like to inform this House

کہ ہم National Assembly سے already NEPRA کے Act میں amendment کا Bill pass کر چکے ہیں جو میں نے آپ سے بھی درخواست کی تھی and you have very kindly made sure that the Bill has been circulated amongst the honourable Members and I hope that the Upper House considers that Bill as soon as they can because that will have a lot of value to our national power sector itself because it is proposing many amendments that need to take place for our sector to function more properly and professionally than it has been in the past. The Bill also includes

ایک بہت اہم شق جس کے تحت consumers کے interest کو watch کرنے کے لیے میرے آنے کے بعد پچھلے دو مہینوں کے اندر اندر ہم نے اس کو author کیا اور اس Bill کے ذریعے

اگر قانون آپ نے pass کیا تو نہ صرف competition ہو گا بلکہ ہمارے ملک میں over billing جو ایک بہت بڑی مصیبت ہے، اس میں consumers کے interest میں غلط bill بھیجنے والے کو تین سال کی قید بھی ہو گی، آپ کا بس انتظار ہے، جیسے ہی ایوان clear کرے گا، ہم اس کا انعقاد فوری طور پر کر لیں گے۔

جناب چیئرمین! اسی Bill کے تحت دو چیزیں اور بھی ہونی ہیں جو بہت اہمیت کی حامل ہیں اور ان پر already کام شروع ہو چکا ہے۔ ہم نے پچھلے ہفتے ہی Committees بھی بنا لی ہیں، consultants بھی engage ہو گئے ہیں اور دو چیزوں پر کام بھی شروع ہو گیا ہے۔ ایک Council of Common Interests کی consideration کے لیے national electricity policy ہے اور ایک national electricity plan ہے۔ National electricity plan اس electricity کی جو CCI policy نے تمام صوبوں کی approval کے ساتھ approve کرنی ہے وہ plan اس پالیسی کے تحت ہو گا اور اس plan کے اندر یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ آپ بجائے دو تین سال میں ICU کے اندر پہنچنے کے بعد بجلی کو حاصل کرنا شروع کریں۔ بالکل آنکھوں کے اوپر پٹی باندھ کر کیونکہ ایمرجنسی ہوتی ہے۔ آپ ہر سال بجلی کو اپنی ضرورت کے مطابق ساتھ ساتھ add کریں اور سوچ سمجھ کر add کریں کہ آپ کے لیے سب سے سستی بجلی کونسی ہو گی اور آپ نے اپنا renewable کا کتنا portion رکھنا ہے اور solar کا کتنا رکھنا ہے، wind کا کتنا رکھنا ہے، hydle کا کتنا رکھنا ہے، small hydle کا کتنا رکھنا ہے، nuclear کا کتنا رکھنا ہے، imported coal کا کتنا رکھنا ہے اور تھر کول کا کتنا رکھنا ہے۔ LNG کا کتنا رکھنا ہے اور پاکستان میں gas explore کی basis پر کتنا رکھنا ہے۔ الحمدللہ یہ حکومت اس وقت باقی sectors, ریلوے جیسے sector میں بہت improvement لا چکی ہے۔ اس sector میں یہ حکومت اتنی جاگی ہوئی ہے کہ آپ حضرات کے اندازے میں آج تک 70 سال میں کبھی اتنا کوئی نہیں جاگا ہو گا۔ ہم لوگ ان تمام چیزوں پر بھرپور کوشش سے کام کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ results بھی لے کر آ رہے ہیں۔

اس حکومت نے پچھلے ساڑھے چار سال میں generation side پر اتنی محنت کی ہے اور results دیے ہیں اور اتنی سستی قیمتوں پر دی ہوئی ہے کہ آج LNG کے پلانٹ کی جو ہمارے

افتتاح ہو رہے ہیں، coal plant کے جو افتتاح ہو رہے ہیں دنیا میں اس وقت LNG اور coal میں وہ قیمتیں کسی کو نہیں مل رہی ہیں۔ پاکستان میں جس قیمت پر آج plant install ہو رہے ہیں، جو overall fuel کی price ہے اس کو روز بروز نیچے لے کر آ رہی ہے لیکن حقیقت یہ بھی ہے کہ وہ قیمت نیچے آنا consumers تک اس لیے بھی نہیں پہنچ رہی کیونکہ ہمارے سسٹم میں 135 ارب روپے کی سالانہ بجلی ہماری inefficiency کی وجہ سے غائب ہو رہی ہے جو ہماری distribution companies responsibility کی ہے اور ایک اور چیز ہو رہی ہے کہ net hydle profits کہ Constitution جس کا حق صوبوں کو دیتا ہے وہ جب آپ net hydle profits کی قیمت بیچ میں شامل کریں گے تو وہ ultimately consumers کو ہی pass on ہو گی۔ اس کی جو proceeds ہیں وہ ایک یا دو صوبوں کو جاتی ہیں لیکن پورے پاکستان کے consumers کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ اس لیے آج قیمت دو اڑھائی روپے سستی ہو سکتی تھی، net hydle profits کی distribution کی وجہ سے جب وہ tariff میں incorporate ہوئی ہے تو قیمت اوپر بھی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! محسن صاحب نے energy marketing کی بات کی ہے، I am very happy and I am very grateful to him کہ ان کی سوچ energy market اور power sector میں جو cutting price technology ہے، اس کے مطابق ہے۔ میں ان کا بہت ممنون ہوں۔ اس پر بھی کام شروع ہو گیا ہے۔ Energy and power CPPA اور حکومت صرف کیوں خریدے۔ Energy and power بیچنے والا، بنانے والا اور خریدنے والا آپس میں کسی ایک commodity exchange پر کیوں نہیں خرید سکتے۔ اس وقت Security and Exchange Commission of Pakistan کے ساتھ مل کر ایک ہفتہ پہلے ہم نے اس exercise کی اہمیت کو سمجھ اور سوچ کر initiate کر دیا ہے اور اسی مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں اگلے چھ مہینے میں ان شاء اللہ ایک نہ ایک commodity transaction کے طور پر power کی ہو گی جو پاکستان کو internationally بالکل most advanced energy markets کی طرف لے کر جانے کا پہلا قدم ہو گا۔

جناب چیئرمین!اس وقت میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ آج Cabinet Committee on Energy نے wind, solar, small hydle, biomass and biogas ان تمام policies کو *ad-hoc* basis پر آج تک چاہے جس سیاسی جماعت کی بھی حکومت آئی ہو، میں اس وقت کسی کی طرف figure point نہیں کرنا چاہتا لیکن most confused state میں ہمارا power sector کام کر رہا تھا۔آج شاہد خاقان عباسی کی سربراہی میں پہلی مرتبہ پاکستان کی تاریخ میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں کابینہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ان چاروں sectors میں، solar, wind, small hydle and biomass میں competitive bidding processes کے ذریعے سے ہی آگے چلیں گے۔ اب front tariff اور cost plus کا خاتمہ آج ہم نے کر دیا ہے جس کی announcement کل باقاعدہ، پوری تشہیر کے ساتھ پریس کانفرنس میں، پوری قوم کو ان شاء اللہ آگاہ کروں گا۔ یہ ایک historical decision ہے۔ یہ ایک ایسا decision ہے جو پاکستان کو transparency اور اس sector کی transparency میں ایسی جگہ پر کھڑا کرے گا جہاں تک پاکستان آج سے دس مہینے پہلے کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ تو یہ بھی قوم کو بہت بڑی مبارک ہو۔

جناب چیئرمین! میں اب خاص طور پر IPPs کے issue پر آجاتا ہوں۔ Arbitration پر آتا ہوں۔ یہ بھی آپ کو بتاتا چلوں کہ ہماری renewable energy policy جو آج ہم نے competitive bidding کی طرف announce کی ہے، اس میں ایک اور بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ 25 ,25 اور 30 ,30 سال کی wind fault profits offer کرنا جو 1988 سے لے کر ابھی تک کیے گئے کیونکہ ہم لوگ energy کو stock کرتے تھے۔ ہم ICU میں تھے کیونکہ ہمیں بجلی کی ہر حالت میں ضرورت تھی۔ اب مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہمیں compatible position پر لے آئی ہے۔ اب ہمارے پاس اتنی breathing space ہے کہ ہم لوگ بیٹھ کر اپنے energy miss کو decide کریں اور یہ بھی ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ کوئی 25 ,25 اور 30 ,30 سال کے آئندہ contract نہیں ہوں گے۔ ان contracts کی مدت کو ہم 15 سال سے زیادہ extend نہیں ہونے دیں گے اور آئندہ جیسے ہی

آ گے جائیں گے اس چیز کی بھی محتاجی ہماری ختم ہو گی کہ حکومت اپنی گار نٹی پر purchase کرے۔ کیوں کرے؟ جس نے بنانا ہے آ کر بنائیں۔ جس نے commodity کے طور پر اس کو بیچنا ہے اس کو بیچ دیں۔ آج باقی جو بھی utilities and services ہیں ان کی ایک market base کے mechanisms ہیں۔ Supply demand کی base پر ہر چیز کا فیصلہ ہوتا ہے۔ صوبوں کو بھی ہم نے consider کیا ہے کہ ہر صوبے کا حق ہے۔ ایک صوبے کا حق نہیں ہے کہ وہ solar plants ہی لگائیں یا یہ ایک صوبے کا حق نہیں ہے کہ وہ wind لگاتے جائیں۔ تمام صوبوں کا اپنے اپنے resources کے مطابق حق ہے کہ اگر آپ نے renewables نے آپ نے introduce کرنے ہیں تو تمام صوبوں کو ان کے proportions کے مطابق موقع دیا جائے کہ وہ National Grids میں اپنی بجلی پیدا کریں۔ Constitution کی جو 18ویں ترمیم ہے جو آپ نے پاس کی تھی اور آپ نے اس کے اندر بہت اہم role play کیا تھا۔ اس کے اندر کیا ہے۔ اس کے اندر یہ بات clear ہے کہ اگر آپ نے اپنے صوبوں کے اندر بجلی بنانی ہے اور اس کو خود استعمال کرنا ہے یا اپنی transmission line کے ذریعے کرنا ہے تو آپ کو کھلی اجازت ہے۔ آج بھی آپ کو کھلی اجازت ہے۔ آپ LOIs (Letter of Intent) جتنی مرضی دیں وفاقی حکومت اس کی obligation نہیں کرے گی۔ جب تک ایک competitive bidding کے process کے ذریعے صوبوں کو ان کے حقوق کے ذریعے نہ دیے جائیں تو ہم نے آج یہ بھی فیصلہ کیا ہے جس کی تفصیل میں کل ان شاء اللہ پیش کروں گا۔

جناب چیئرمین! IPPs کا serious issue ہے۔ یہ issues کھڑے کہاں ہوئے۔ جناب چیئرمین! arbitration تو بعد میں ہوتی ہے، جب رولے کھڑے ہو جاتے ہیں، جب ایک دوسرے کے ساتھ discussion شروع ہو جاتی ہے، جب اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اختلافات کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے اندر space کیوں دی جاتی ہے۔ ان contracts میں دی جاتی ہے جب ان contracts کو لکھا جاتا ہے۔ جب آپ competitive bidding کے processes سے باہر بیٹھ کر کمپنیوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں، جب آپ بغیر کسی اشتہار کے دیے ہوئے اپنے power plants کو لگا دیتے ہیں۔ اشتہار بھی نہیں دیتے کہ ہم نے 500 میگاواٹس کا پلانٹ لگانا ہے۔ مشین خریدنی ہے جو سب سے سستی قیمت والا لگا کر دے۔

جناب والا! یہ ماضی میں ہوتا رہا ہے، یہ ان ہی contracts کا حصہ ہے۔ IPP contractsان ساڑھے چار سالوں میں drop نہیں کیے گئے۔ یہ IPPs کے contracts جن میں آج ان IPPs کو اتنی space ملی ہوئی ہے کہ ان کو exploit کر کے آج پاکستان کے عوام اور tax-payers کے پیسوں پر ہاتھ مارنے کی کوشش یا وہ اپنے حقوق کی جنگ لڑنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ ان contracts کے اندر لکھے گئے ہیں۔ ان کے حقوق بن گئے جب contracts میں آپ نے لکھ کر دے دیا۔ Contracts کب بنے ہیں۔ آج اکثر لوگ جو اس پر اعتراض کر رہے ہیں وہ تو contract بنانے والے لوگ ہیں۔ انہوں نے بیٹھ کر contracts بنائے ہیں۔ ان کے contracts کے اندر اتنی space تھی جو آج IPPs exploit کر رہی ہیں۔ ہاں ہمیں ان arbitrations کو contest کرنے کا right ہے۔ ہم سمجھتے ہیں، کچھ ہمارے اٹارنی جنرل کا office ہے، ہم لوگ صرف arbitration کے معاملات کو نہیں دیکھتے۔ ہاں وزارت کے اندر major reconstructing کی ضرورت ہے جو اس وقت ہو رہی ہے۔ اگلے دو ماہ کے بعد وزارت توانائی کی وہ پوزیشن اور شکل نہیں ہو گی جو دو ماہ پہلے تھی۔ ان شاء اللہ پوری تبدیل ہو چکی ہو گی۔

ہمیں بہترین human resources کی ضرورت ہے۔ ہمیں arbitration کے legal experts کی ضرورت ہے جو ان contracts کو propose کرتے ہیں۔ ہم ہر چیز outsource کرتے ہیں۔ لندن کی بڑی بڑی law firms میں کیس دے دے کر اپنے contracts کو ہر مرتبہ دکھا رہے ہوتے ہیں۔ جو opinion لینا ہوتی ہے وہ باہر سے seek کر رہے ہوتے ہیں۔

ہماری internal capacities کیا ہیں، تو اٹارنی جنرل کا دفتر اس وقت اس arbitration کو دیکھ بھی رہا ہے، اس کو ہم نے seriously take up بھی کیا ہوا ہے۔ اس وقت غالباً اٹھارہ یا بیس دسمبر کو، اسی سال ہماری لندن میں اس کی اگلی hearing بھی ہے جس فورم پر ہم نے اس کو چیلنج کیا۔ لوکل کورٹس میں بھی چیلنج ہوا ہوا ہے اور ہم arbitration اور اس چیز کو exercise بھی کریں گے۔ وہاں تک کریں گے جہاں تک ہم اپنے tax-payers کے پیسے کو بچانے کی capacity رکھتے ہوں گے۔

اگر ہم سمجھیں گے کہ کسی stage پر اس کو out of court settle کر کے اپنے اداروں اور اپنے ملک کے لئے پیسے بچائے جا سکتے ہیں یا ان پیسوں کو cash میں دینے کی بجائے اور terms and conditions کے تحت ہم ان کو دے سکتے ہیں، ان کی capacity payment کے period کو بڑھا کر translate کر سکتے ہیں تو ہم وہ option legal and competent forum's approval کے بعد ان کے سامنے پیش کریں گے لیکن اس کا معاملہ اور Karkey والا مسئلہ زیادہ complicated ہے۔ Karkey والے مسئلے میں حکومت پاکستان کی position and authority بہت بہتر ہے جتنا لوگوں کو خیال آ رہا ہے۔ ہمیں اس معاملے میں کوئی جلدی جلدی payment کروانے کا درس مت دے، اس کو ہم پورا contest کریں گے۔ اس میں شفافیت کتنی ہے، اس میں کس نیت سے کیا چیز کی گئی، کس نے کی، کب کی، ان تمام چیزوں پر focus کر کے ہم لوگ سوچ بچار کر رہے ہیں۔ اے جی آفس اس چیز کو ایک نئے عزم کے ساتھ handle کرنا شروع کر چکا ہے۔

And I would like to assure you, Mr. Chairman, and I would like to assure this House that whatever is in the best interest of the Government of Pakistan and the State of Pakistan and the people of Pakistan, yes, on arbitrations Pakistan has a horrible record. In arbitrations Pakistan has not been able to win the number of cases that it was supposed to win because of the lack of pursuing those matters, because of giving those matters in the hands of people who were professionally responsible enough might be because of the vested interest, I cannot make a claim on that, I do not have any proof but yes, Pakistan's record in arbitration and international arbitration, you do not have expertise inside the country in spite of having very good professional law firms and the lawyers who are no less than international standard lawyers in this world, he still have been able to build up or legal community to appoint

and entrust them with work that they are competent enough to do, everything is outsourced to firms outside the country and those very firms are outsourcing further again to our experts here back in this country.

So, this is something that needs due attention both by the AGs office and the Government of Pakistan irrespective of which political party heads that and yes, this particular issue needs attention and we have all our attention towards it and I hope it will be resolved in an amicable manner according to the rules of transparency and in the best interest of this sector. Thank you.

Observation of the Chairman with regard to the Constitution of a Joint Committee of the Parliament to keep oversight on the matters referred for arbitration

Mr. Chairman: Thank you. Before closing or disposing of the calling attention notice, getting a feeling and pulse of what has been said in the House,
میں یہ سمجھتا ہوں گو کہ سینیٹ کی 13 فروری 2017 کی جو resolution پاس ہوئی تھی جس میں سینیٹ کی powers increase کرنے کی بات کی گئی ہے اس میں ہم نے یہ شق ڈالی ہے کہ Article 166 میں ترمیم ہونی چاہیے اور every borrowing agreement entered by the Federal Government shall be ratified by both Houses of Parliament اس کو ہم نے شامل کیا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ضروری ہے کہ تمام agreements کو پارلیمان کے ذریعے سے ratify کروایا جائے اور اس کا ایک mechanism معرض وجود میں لایا جا سکتا ہے تاکہ وہ timelines کے اندر رہے۔
جہاں تک arbitration cases کا تعلق ہے I was inclined to give a ruling on that but since it involves the other House also therefore, I will write to the honourable Speaker of the National Assembly اور conveying the sense of the House میری ان کو suggestion یہ ہوگی کہ arbitration matters کی oversight کے

لئے ایک پارلیمانی کمیٹی تشکیل دی جائے جو Rule 21 of the Parliamentary Joint Sitting Rules 1973 کے تحت بنائی جائے اور اس کمیٹی کی composition میں دونوں ایوانوں کی Law Committees اس Joint Committee کو constitute کریں اور وہ parliamentary oversight or parliamentary watchdog کی حیثیت سے arbitration کے لئے جو matters refer ہوئے ہوئے ہیں ان پر وہ اپنی نظر رکھے۔

The adjournment motion is disposed of. Now, are there any points of public importance? Yes Agha Sahib.

Point of Public Importance raised by Senator Kamil Ali Agha regarding a letter written by Senator Hafiz Hamdullah to Mr. Chairman for amendment in a Bill

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! شکریہ۔ کل حافظ حمداللہ صاحب نے ایک letter کا تذکرہ فرمایا تھا،

جناب چیئرمین: کس کا؟

سینیٹر کامل علی آغا: جو انہوں نے آپ کو لکھا، Human Rights Committee میں ایک بل میں ترمیم کے لئے بحث جاری ہے۔ وہ بل، میں نہیں چاہتا کہ اس issue کو کسی طریقے سے بھی politicize کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ میرے چیمبر میں بات کر لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: لیکن یہ بل اگر واقعی وہاں پر ترمیم کے لئے موجود ہے اور یہ اس قوم کے لئے مزید تشویش کا باعث بھی بنے گا اور فساد کا باعث بھی بنے گا۔ اگر اس کو وہاں discuss کیا جارہا ہے تو یہ اس کو ترک کر دیں، فوری ترک کر دیں۔ میرے خیال میں یہ مناسب ہوگا otherwise یہ معاملہ پھر ان سے سنبھالا نہیں جائے گا اور قوم کے لئے ایک تکلیف دہ معاملہ بن جائے گا۔ ان کو چاہیے کہ اس قانون کو ہاتھ نہ لگائیں۔ یہ human rights کے زیادہ ٹھیکے دار نہ بنیں۔ یہ دین کا مسئلہ ہے۔ دین کے مسئلے پر ان کو احتیاط برتنی چاہیے ورنہ یہ پھر نتیجہ بھی بھگتیں گے۔ میں اعلان کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: حافظ حمداللہ صاحب کا خط مجھے موصول ہوا ہے، میں کمیٹی سے معلومات لے رہا ہوں کہ آیا کوئی ایسا بل زیر غور ہے یا نہیں ہے یا کس نے Bill move کیا ہے۔ کمیٹی سے details آنے دیں، then we will see how to proceed. جی مشہدی صاحب۔

Point of public importance raised by Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi regarding non-supply of Sui gas in Bhara Kahu, Rawalpindi and Islamabad

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ، جناب چیئرمین! میں ویسے تو جوان ہوں مگر میں نے بہت سال اس دنیا میں دیکھے ہیں، بہت ملک دیکھے ہیں، پاکستان میں بھی بہت حکومتیں دیکھی ہیں، بہت اچھے وقت بھی دیکھے ہیں، برے وقت بھی دیکھے ہیں مگر اس جیسی حکومت میں نے نہیں دیکھی۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے، جب بجلی کا معاملہ تھا، اس وقت بھی مجھے افسوس سے یہی کہنا پڑتا تھا مگر کچھ نہ کچھ تو ہو ہی گیا۔ آج ایسے لگتا ہے کہ ہماری پسی ہوئی، دکھی، غریب عوام کو تنگ کرنے میں ان کو مزا آ رہا ہے۔

جناب! آج صبح بچے بغیر کھائے ہوئے، بغیر ناشتے کے سکول گئے ہیں، رات کو ان کو مشکل سے کھانا ملے گا۔ بھارہ کہو میں گیس بالکل بند کی گئی ہے، جو تھوڑے غریب علاقے ہیں یا middle class علاقے ہیں کیونکہ یہ تو حکومت ہی of the rich, for the rich and by the rich ہے، ان کو تو کچھ نہیں کہتے۔ آج راولپنڈی اور اسلام آباد کے غریب، middle class, lower middle class علاقوں میں سوئی گیس بالکل بند کی گئی ہے، لوڈ شیڈنگ نہیں، بالکل بند کر دی گئی ہے۔ یہ ظلم ہے۔ چلو! صنعتوں میں چلے گی، mighty لوگوں نے اپنے چندے لینے ہیں، elections بھی لڑنے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب بھی کرے مگر کم از کم غریبوں کا جو حق ہے، کم از کم ان کو کھانا کھانے کو تو دے دیں۔ صاف پانی آپ نہیں دے سکتے، آپ نے بجلی بہت مشکل سے دی ہے، آپ مہنگائی کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ گیس تو پاکستان کی اپنی چیز ہے اور اس حوالے سے کبھی تکلیف نہیں ہوئی، اس کے لیے تھوڑی سی صحیح قسم کی planning چاہیے۔ آپ صحیح لوگوں کو لگائیں، آپ میٹرک پاس لوگوں کو head of the department لگالیں گے اور Ph.Ds کو چپڑاسی بنادیں گے، پھر تو یہی ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ یہ Ministerial response کے لیے بھیج دیں۔ جی کاکڑ صاحب۔

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: مہربانی جناب چیئرمین! پچھلے اجلاس میں بھی میں نے public importance پر آپ سے ایوان کے ذریعے ایک گزارش کی تھی۔ ہمارے Unit Secretary, Pashtoonabad, Quetta میں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: کاکڑ صاحب، آپ آئے تھے، میں نے کہا ہے، وہ Ministerial response کے لیے لگ رہا ہے، کل یا پرسوں لگ جائے گا۔

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: ابھی واپڈا کے وزیر بھی اِدھر ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، وزیر صاحب چلے گئے۔

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: میں public importance پر بات کر دوں۔

جناب چیئرمین: جی۔

Point of public importance raised by Senator Muhammad Usman Khan Kakar regarding excessive load shedding of electricity in Balochistan and FATA

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: جناب! انہوں نے اعلان کیا کہ پورے ملک میں بالکل زیرو لوڈ شیڈنگ ہے۔ سب لوگ خوش ہوئے کہ موجودہ حکومت نے کمال کیا ہے کہ زیرو لوڈ شیڈنگ ہے۔ ہمارے صوبے میں وہ ایک بھی فیڈر پر ثابت نہیں کر سکتا کہ تین گھنٹے بجلی زیادہ ہوئی ہے، زیرو لوڈ شیڈنگ تو پورے صوبے میں نہیں بتا سکتے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ڈھائی ہزار سے تین ہزار فیڈرز پر زیرو لوڈ شیڈنگ ہے۔ زیرو لوڈ شیڈنگ کا ہمارے صوبے میں نہیں بتا سکتے ہیں اور نہ فاٹا میں بتا سکتے ہیں، جو میری معلومات ہیں۔ ہمارے لوگوں کے ساتھ اتنی بڑی غلط بیانی نہیں کرنی چاہیے، جو یہ لوگ مذاق کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس بجلی surplus ہے، surplus میں بھی ہمیں 80 فیصد فیڈرز پر چار گھنٹے بجلی مل رہی ہے، سرپلس بجلی ہونے کے باوجود ہمارے ملک میں یہ حالت ہے۔ ہم اس ملک کے رہنے والے ہیں، ہمارا حق ہے، یہ اپنے گھر سے تو نہیں دے رہے ہیں، ہم نہ کسی کے غلام ہیں اور نہ مزدور ہیں۔ لہٰذا اس غلط بیانی کو چھوڑ دینا چاہیے۔ جہاں پر بھی زیرو لوڈ شیڈنگ ہے، ہمارے صوبے اور فاٹا میں

بھی زیرو لوڈشیڈنگ ہونی چاہیے۔ جناب! ہمارے ساتھ ظلم ہورہاہے، اس کا notice لینا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بڑی مہربانی۔ شاہی سید صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Shahi Syed regarding delay in passage of Delimitation Bill in the Senate

سینیٹر شاہی سید: میں اس ایوان کی توجہ صرف اس لیے دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے دو صوبوں خیبر پختونخوا اور بلوچستان کی حق تلفی ہورہی ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ 2008 میں مردم شماری ہونی تھی لیکن نہیں ہوئی۔ آٹھ سال ہمارے ساتھ جو ظلم ہوا آج وہ ثابت ہورہاہے کہ ہمارے پنجاب کی سیٹیں زیادہ ہیں اور خیبر پختونخوا کو پانچ سیٹیں مل رہی ہیں اور بلوچستان کو تین سیٹیں مل رہی ہیں لیکن مجھے لگتاہے کہ حکومت وقت اور موجودہ اپوزیشن، دونوں کی ملی بھگت ہے اور دونوں اس چیز پر اس بل کو سامنے نہیں لارہے ہیں۔

جناب! آپ کے دور میں سینیٹ نے کافی کام کیے، میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس بل کو کیوں نہیں لارہے ہیں۔ اس سے ہماری سیٹیں بڑھیں گی۔

دوسری بات یہ کہ بلوچستان کو پیکیج دیا جائے، بلوچستان کی محرومیاں ہیں۔ اب جب بلوچستان کی تین سیٹیں زیادہ ہورہی ہیں، اس پر ان کا اتفاق بن رہاہے۔ حکومت بھی اس بات پر توجہ نہیں دے رہی ہے اور اپوزیشن بھی حیلے بہانے کررہی ہے۔

تیسری بات یہ کہ میں اس ایوان کی عزت کو بڑھانا چاہتا ہوں۔ جب ہم میڈیا پر جاتے ہیں تو ہمیں سب لوگ کہتے ہیں کہ سینیٹ میں جو آپ کا بل ہے وہ تو کرتے نہیں ہیں، آپ سیاستدان خود نہیں چاہتے ہیں کہ انتخابات ہوں، آپ تو مارشل لا کو دعوت دیتے ہیں، آپ تو فوجیوں سے ملے ہوئے ہیں، آپ تو ان کے چیلے ہیں، آپ اس کو راستہ دے رہے ہیں۔ یہ ساری باتیں ہم سن رہے ہیں، طعنے سن رہے ہیں۔ ایوان خاموش بیٹھا ہے، حکومت کو بھی اس کی پرواہ نہیں ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس بل کو pass کرے، وہ اپوزیشن سے بات کرے، وہ اپوزیشن کو توجہ دے۔ وہ اپوزیشن کو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ میرے خیال میں جو لوگ propaganda کررہے ہیں، آج ثابت ہورہاہے کہ نواز شریف اور ان کی پارٹی یہ کہتے ہیں کہ جب ہمارا نہ ہو تو کسی کا نہ ہو۔

لہٰذا میں حکومت اور اپوزیشن دونوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ اپوزیشن میں رہے ہیں، ہم نے ہمیشہ آپ کا ساتھ دیا ہے۔ ہمیں آپ سے ہمیشہ یہ گلہ رہے گا کہ آپ نے اس کام پر کیوں توجہ نہیں دی، آپ اپنے اراکین کی تعداد کو کیوں پورا نہیں کرتے؟ یہ سینیٹ کی بدنامی ہے، ہماری بدنامی ہے۔ جب یہ بل قومی اسمبلی میں آیا تھا، وہاں تو آپ نے متفقہ طور پر pass کروادیا، آج اس میں کیا خرابیاں ہیں، کیا قباحت ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگ جو باتیں ہمیں سنا رہے ہیں، طعنے دیتے ہیں، ہم اس کا حصہ ہیں، ہم ہر بات پر blackmailing کر رہے ہیں۔ آج پھر یہ لوگ blackmailing کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ میرے cases نہ کھولیں، اُس کے cases نہ کھولیں۔ جب سیاست کا یہ حشر ہوگا تو پارلیمنٹ کی عزت کبھی بھی نہیں بنے گی۔

(Desks thumping)

Mr. Chairman: There is no right of reply on this, I am handling this.

کل House Business Committee میں آپ کے پارلیمانی لیڈر نہیں تھے، اگر وہ ہوتے تو وہ آپ کو آگاہ کرتے۔ یہ matter House Business Committee میں take up ہوا ہے، قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان، دونوں اس میں کوشش کر رہے ہیں۔ کہنے والے بہت کچھ کہتے ہیں لیکن مارشل لا کے خلاف جو resistance Senate of Pakistan نے کی ہے، اس کی مثال آپ کو نہیں ملے گی، چاہے وہ ضیاء کا دور ہو، چاہے وہ مشرف کا دور ہو۔ سینیٹ آف پاکستان یا پاکستان کی پارلیمان کبھی بھی کسی بھی آمر کے لیے راستہ نہ دے سکتی ہے، نہ دیا ہے اور نہ دے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی واضح بات ہے۔ جی راجہ صاحب۔

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the House

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق (قائد ایوان): اس بارے میں کل جو طے ہوا تھا کہ ایک اور کوشش کی جائے تو

I talked to the Prime Minister. He was kind enough. Before he leads for Turkey, he will talk to the leadership in Sindh.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی اشوک کمار صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Dr. Ashok Kumar Regarding Load shedding of Sui Gas in Mastung and Qalat

سینیٹر ڈاکٹر اشوک کمار: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ public interest کے issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! سردی کے موسم میں خالق آباد اور مستونگ کے اندر منفی دس درجہ حرارت ہے، میں گزشتہ کچھ عرصے سے قلات، مستونگ اور خالق آباد کا issue اٹھاتا آرہا ہوں۔ وہاں جناب چیئرمین! ہم گیس انڈسٹری چلانے کے لیے نہیں مانگ رہے، نہ ہی کسی پاور پلانٹ کے لیے مانگ رہے ہیں، ہم صرف اپنے بچوں کو سردی سے بچانے کے لیے مانگ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مستونگ، خالق آباد میں گیس پریشر کا مسئلہ مہربانی کر کے حل کر دیجیئے، ہمارے بچے سردی سے مر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ مشہدی صاحب کے ساتھ والے میں ڈال دیں۔

سینیٹر اشوک کمار: جناب چیئرمین! میرے knowledge میں ایک چیز آئی ہے جو PIMS ہسپتال میں 47 نرسوں کی سیٹیں تھیں انہوں نے دو تین دفعہ مختلف صوبوں اور مختلف ڈسٹرکٹ کے کوٹا کی لسٹ لگائی جس میں بلوچستان کا کوٹا بھی تھا۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ کسی دن انٹرویو کرتے ہیں، کسی دن نہیں بلکہ ابھی بورڈ سے لسٹ ہٹادی گئی ہے، مجھے اس میں خدشہ ہے کہ بلوچستان، سندھ اور KPK کا کوٹا جو کہ ایک صوبے کو دیا جائے گا براہ مہربانی اس کی بھی تصدیق کروائی جائے۔

جناب چیئرمین: جمالدینی صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Dr. Jehanzeb Jamaldini Regarding Sui Gas Quota

سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! سوئی کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ سوئی ایک علاقے کا نام ہے لیکن جو گیس وہاں سے نکلتی ہے اس گیس کا نام بھی سوئی گیس رکھا گیا ہے۔ جناب والا! چار گیس پلانٹ وہاں پر لگائے گئے ہیں، وہاں پر main ذخائر ہیں اور یہ commitment کی گئی تھی اور international law بھی یہی ہے کہ جہاں سے جو چیز نکلتی ہے، اس میں سے 5 to 15% اس علاقے پر تصرف کیا جائے گا۔ اب حالات کچھ اس طرح کے ہیں

کہ ڈیرہ بگٹی کے انجینیئرز سال کے بارہ مہینے سراپا احتجاج ہیں۔ یہ انجینیئرز وہ ہیں جو باقاعدہ qualified ہیں، جنہوں نے مختلف یونیورسٹیوں سے ڈگریاں لی ہوئی ہیں لیکن آج تک سروس کے لیے محتاج ہیں۔ اس سلسلے میں صبح سے شام تک ہمارے سینیٹرز کے دروازے کھٹکھٹاتے ہیں کہ فلاں جگہ ہم نے انٹرویو دیا ہے، total system clear ہو گیا ہے لیکن کسی ایک نے اپنے بھانجے کو، کسی دوسرے نے اپنے بھتیجے کو سوئی سدرن اور سوئی ناردرن میں لگوا دیا ہے۔ اب جناب صوت حال یہ ہے کہ سوئی کے بعد سوئی سدرن بھی بنی، سوئی ناردرن بھی بنی، OGDCL بھی بنی، یہ تمام byproduct ایک چھوٹی سی دکان کے بعد پنوراما، کارخانہ بنا لیکن اس کے مالکانہ حقوق ہونے چاہیے تھے باقی گیس پنجاب، سندھ اور KPK سے اب نکلی ہے لیکن آپ اندازہ کریں کہ اہل بلوچستان services کے لیے محتاج ہیں۔ اس سلسلے میں میری شروع سے آج تک ذاتی کوشش رہی ہے کہ میں OGDCL کے لوگوں کو قائل کر سکوں کہ 6% کوٹا پر آپ عمل درآمد کر لیں، پلیز کر لیں، for the sake of God کر لیں لیکن تاحال ہو نہیں رہا۔ جب بھی ہم ان کے MD صاحب سے بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اکثر کہا جاتا ہے کہ وہ میٹنگ میں ہیں۔ مجھے حیرانگی ہے کہ OGDCL کے ایم ڈی صاحب میرے خیال میں سال کے 365 کی بجائے 380 دن میٹنگوں میں ہوتے ہیں کبھی وہ جواب نہیں دیتے، کبھی وہ فون نہیں سنتے۔ ہمارے انجینیئرز صبح سے شام تک اسلام آباد میں در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ جناب والا! اسلام آباد کے اخراجات کا آپ کو تو ادراک ہے، آپ کو تو معلوم ہے۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے کہہ رہا ہوں for the sake of God 6% quota پر عمل درآمد کروایا جائے۔ خصوصاً OGDCL کی اتھارٹی کو کم از کم یہ تو بتایا جائے کہ آپ لوگوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کر دیں۔ آپ اگر اسے سوئی سدرن، سوئی ناردرن 50% to 60% دے نہیں سکتے حالانکہ یہ تمام چیزیں اسی سوئی سے بنی تھیں، سوئی سدرن سے نام ہے، سوئی ناردرن نام ہے، OGDCL بھی وہیں سے بنی تھیں۔۔۔۔۔۔

(اس مرحلے پر اذان مغرب سنائی دی)

سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی: میں ایک دو جملوں میں اس کو ختم کرنا چاہوں گا۔ جناب والا! اگر باقاعدگی سے کسی کو سروس نہیں ملتی تو سمجھ میں آنے والی بات ہے مطلب یہ ہے کہ daily wages پر بھی ان کو نہیں رکھ رہے تاکہ ان کو experience gain ہو اکثر ان سے پوچھا جاتا

ہے کہ آپ کے پاس experience نہیں ہے۔ پرائیویٹ کمپنیاں انہیں لے نہیں رہیں، آپ کا OGDCL سوئی سدرن، سوئی ناردرن دیگر ادارے انہیں لے نہیں رہے۔ Third party contract کی گنجائش نہیں تو بلوچستان کے لوگوں کا experience کیسے ہوگا۔ اسے serious لیتے ہوئے خصوصاً جو متعلقہ اداروں کے لوگ ہیں انہیں تنبیہ کی جائے کہ ان کے basic elements کو meet کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی میر کبیر صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi Regarding Load shedding of Sui Gas in Mastung and Qalat

سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی: شکریہ جناب چیئرمین! میں دو issues پر بہت مختصراً بات کرنا چاہوں گا۔ ایک تو ہمارا chronic issue قلات میں گیس کا ہے۔ دو دفعہ بات ہوئی ہے اس پر میں دو باتیں کرنا چاہوں گا۔ اس کو پچھلے سال بھی دو تین دفعہ raise کیا اس سال بھی دو دفعہ raise کیا۔ میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے verbatim بھیجا اور وزیر صاحب نے آکر اس فلور پر مجھے جواب بھی دیا، ہاؤس کو بھی جواب دیا، وہ ہم نے سنا۔ جناب چیئرمین! اس میں ایک چھوٹا سا مسئلہ پیدا ہوا ہے کہ چار دسمبر کو Standing Committee on problems of less developed areas کی میٹنگ ہوئی جس کو عثمان خان کاکڑ صاحب chair کرتے ہیں۔ اس میں گیس کے متعلق ایم ڈی وغیرہ آئے ہوئے تھے۔ ہم نے ان سے thoroughly بات کی وہ issue اپنی جگہ پر، اس کے بعد کوئٹہ کے اخباروں میں آیا، ایک خبر چھپی کہ عثمان کاکڑ اور کبیر محمد شہی نے کہا کہ اگر قلات کو گیس نہیں ملے گی تو ہم سینیٹ سے استعفیٰ دیں گے، وہ سوشل میڈیا پر بہت زیادہ چلا، اخباروں میں آیا، ایک سیاسی issue تھا، matter of public importance تھا مسئلہ بہت serious تھا اس کو ہم یہ بھی نہیں کر سکتے تھے کہ میں یا عثمان کاکڑ اس کا جواب دیں کہ نہیں جی ہم نے استعفیٰ نہیں دینا ہے۔ اس پر ہمارا کوئی ایکشن نہیں ہوا لیکن issue یہ ہے کہ اخباروں میں چھپا، سوشل میڈیا پر بہت گیا۔ ابھی وہاں پر درجہ حرارت منفی دس جا رہا ہے۔ قلات پاکستان کا سرد ترین علاقہ رہا ہے اور ایک منٹ کے لئے وہاں پر گیس نہیں ہے، لوڈشیڈنگ اپنی جگہ پر، پانچ گھنٹے کرو، آٹھ گھنٹے کرو، لیکن وہاں پر گزشتہ پانچ سالوں سے گیس نہیں ہے۔ میں نے کوئٹہ میں بات کی انہوں نے کہا

کہ اس وقت قلات کو 42 پریشر دے رہے ہیں ان کا کوئی فارمولا ہے اگر یہ 60 کر دیں تو قلات کو گیس ملے گی۔

جناب چیئرمین: یہ بھی ان دو کے ساتھ club کر کے بھیج دیں۔

سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی: ایک منٹ اور لوں گا کہ قلات میں انٹرنیٹ دو سالوں سے نہیں ہے۔Internet پہاڑوں میں موجود ہے، جب ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ security concern کی وجہ سے ہم نے قلات کو انٹرنیٹ سے محروم رکھا ہے۔ طالب علموں کے لیے مسائل، اخبار والوں کے لیے مسائل، سارا دن پھنسے رہتے ہیں اس کا اگر verbatim بھیج دیں تاکہ وزیر آکر ہمیں بتادیں۔

جناب چیئرمین: اس کا verbatim جا چکا ہے اس کا جواب بھی آ چکا ہے۔ اس کا جواب ان کو نکال کر دے دیں۔ جی لغاری صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Muhammad Mohsin Khan Leghari regarding price problems faced by sugarcane farmers in Pakistan

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! ایک چھوٹا سا issue ہے اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اس issue کو کہاں پر raise کروں۔ ہمارے sugarcane farmers are facing a major issue all over the country, be it Sindh, be it Punjab. Sugarcane's crushing season جیسے جیسے delay ہوتا ہے، جب گنا رکا ہوا ہوتا ہے، اس میں سے moisture نکلتا جاتا ہے اور اس کا وزن کم ہوتا جاتا ہے اور پھر sugar mills process late شروع کرتی ہیں۔ اس کے بعد معاملہ rate کا ہے۔ حکومت سندھ نے Rs.182 announce کیا ہے، حکومت پنجاب نے Rs.180 announce کیا ہے لیکن یہ Rs.140 and Rs.150 کے درمیان middle man لے رہے ہیں کیونکہ sugar mills ابھی نہیں لے رہی ہیں۔ ہم کس کے پاس جا کر کہیں کہ مہربانی کر کے اس issue کو address کیا جائے تاکہ farmers کو اپنے produce کی fair price مل سکے۔ گو کہ یہ agriculture provincial subject ہے اور میں یہ تمام چیزیں سمجھتا ہوں

Sir, but where to raise this voice. There should be a forum, sir.

Mr. Chairman: Let me see. I will tell you tomorrow. Yes, Saeed Sahib.

Point of Public Importance raised by Senator Saeedul Hassan Mandokhail regarding non-construction of CPEC roads in various districts of Balochistan and KPK

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! شروع سے ہم لوگ CPEC پر بولتے رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ، چھوٹے صوبوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور اس کو دیکھا جائے لیکن اس وقت تو ہماری شنوائی نہیں ہوئی۔ اب یہ تین، چار دن پہلے کی بات ہے، حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ یہ چین والوں نے کہہ دیا ہے کہ ژوب، ڈی آئی خان روٹ اور خضدار روٹ اور ایک KP میں روٹ ہے ان کو ہم CPEC میں نہیں ڈال رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کے یہ دو چیئرمین بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی کمیٹیوں میں معاملہ لے جائیں۔

There you will get a better answer instead of raising it here. Senator Taj Haider Sahib and Senator Mushahid Hussain Syed are sitting here who are Chairmen of Senate CPEC Committee and Parliamentary CPEC Committee.

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: وہاں بھی لے جائیں گے۔ اس پر ایک چیز یہ ہو گی کہ باقی تمام صوبوں میں تو جہاں ضرورت نہیں تھی وہاں پر بھی CPEC کے roads بن رہے ہیں لیکن ہم بلوچستان والوں نے کیا گناہ کیا ہے کہ ہمارے صوبے میں roads نہیں بن رہے ہیں؟ اگر وزارت والے جب تک ہمیں اس کی وضاحت نہیں کریں گے اس وقت تک میں حکومت کے کسی بھی بل پر حکومت کو support نہیں کروں گا۔ دوسرا یہ کہ کبیر صاحب نے بڑی اچھی بات کی کہ جی اخبار میں آیا ہے کہ میں اور عثمان صاحب resign کر دیں گے، اگر قلات کو حصہ نہ ملا تو۔

جناب چیئرمین: کیا آپ چاہ رہے ہیں کہ وہ resign کر دیں؟

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: اگر اخبار میں آ ہی گیا ہے اور وہ نہیں ہوا تو میری درخواست ہو گی کہ وہ قربانی دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی قربانی دے دیں۔ جی کریم خواجہ صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Karim Ahmed Khawaja regarding imposition of ban on 21 NGOs in Pakistan

سینیٹر کریم احمد خواجہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! یہ newspaper report ہے جو دو، تین دن پہلے آئی تھی اور مجھے پاکستان سے information آئی کہ میں اس معاملے کو point of public importance کے تحت اٹھاؤں کہ وزارت داخلہ نے 21 NGOs پر پابندی لگانے کے لیے خطوط لکھے ہیں۔ 21 NGOs کا مطلب یہ ہے کہ 60 ہزار سے زیادہ لوگ پورے پاکستان میں متاثر ہوں گے کیونکہ ان کی نوکریاں چلی جائیں گی۔ یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے کیونکہ اگر لوگ بے روزگار ہو جائیں گے تو بہت حالات خراب ہو جائیں گے۔ ویسے بھی یہ حکومت لوگوں کو روزگار فراہم کرنے میں ناکام رہی ہے۔ مہربانی فرما کر آپ اس معاملے میں intervene کریں۔ اگر پاکستان میں 60 ہزار لوگ ایک دم سے بے روزگار ہو جاتے ہیں تو بہت بڑا issue کھڑا ہو جائے گا۔

Mr. Chairman: Send this to the Ministry of Interior for a Ministerial reply. Now the House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 13th December, 2017 at 3:00 P.M.

(The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 13th December, 2017 at 3:00 P.M.)

Index

Dr. Tariq Fazal Chaudhary 9
Rana Tanveer Hussain 9
Sardar Awais Ahmed Khan Leghari 34
Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi 10, 11
Senator Nauman Wazir Khattak 18, 19
Senator Nuzhat Sadiq 8
Senator Saeedul Hassan Mandokhail 6
Senator Sajjad Hussain Turi 8
Senator Sherry Rehman 14, 26, 27
Sheikh Aftab Ahmed 2
ڈاکٹر درشن 10, 12
سینیٹر تاج حیدر 21
سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی 32, 48, 49
سینیٹر ڈاکٹراشوک کمار 48
سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق 47
سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل 29, 30
سینیٹر سعید الحسن مندوخیل 6, 52, 53
سینیٹر سید شبلی فراز 14
سینیٹر شاہی سید 46
سینیٹر شیری رحمٰن 14, 15, 26
سینیٹر کامل علی آغا 43
سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی 15, 44
سینیٹر کریم احمد خواجہ 53
سینیٹر کلثوم پروین 9
سینیٹر محمد جاوید عباسی 23
سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ 17, 45
سینیٹر محمد محسن خان لغاری 51
سینیٹر مولانا حافظ حمداللہ 5, 6
سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی 30, 50, 51
سینیٹر نعمان وزیر خٹک 18
شیخ آفتاب احمد 2, 3, 4